

انتخاب احمدیہ

تاریخ ۲۲ مارچ ۱۹۶۲ء میں حضرت امین صاحب علیہ السلام نے کلمت کے تعلق پر وہ سے کوئی تازہ اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ البتہ اخبار الفضل میں شائع شدہ ۱۹ مارچ کی رپورٹ منظر کے کل دن بھر حضور کی طبیعت نسبتاً بہتر رہی۔ رات خیر آئی اس وقت طبیعت اچھی ہے۔ اجاب جماعت رضاان شریف کے سہاک ایام میں نائن آرد اور دووا علاج کے ساتھ دکانوں کو لٹکانے اپنے نفل سے حذر رکھنا اور قابل محنت مغلطائے اور صام مالی بھی تمیز دھاگے۔ آہیں ہر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مظلومانان دونوں فریضہ علاج لاہور شریف لائے ہوئے ہیں اسی طرح حضرت مرزا شریف احمد صاحب سلمہ و باہمی لاہور ہسپتال میں زیر علاج ہیں اجاب کام ہر دو محمد عین کی محنت کا کام باہر کے لئے ضرورت سے دعا فرمائیں۔

قادیان ۲۹ مارچ محترم صاحبزادہ مرزا امین احمد صاحب جنکو دکان کے نام پورٹ پر پاکستان کشمیر سے گئے ہیں آپ کی عالمہ محترمہ ایک فرزند سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ محبت و صلاح سے ان کے اہل و عیال قادیان میں بخشد تعالیٰ فریبت سے ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

روز بروز بمبئی ۲۵

ایڈیٹر:- محمد حفیظ چاقوری

مہنت روزہ

بد

قادیان

شرح چندہ سالانہ پندرہ روپے سہ ماہی - ۵۰ روپے مالک غنیمت ۵۰ - نئے روپے فی پرچہ ۱۳ روپے

جلد ۱۹ مارچ ۱۹۶۲ء ۱۳۲۹

”وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامو فرمایا ہے“

کلمات طیبات میرزا فاضل مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام

”وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامو فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدایں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کہ دولت داخل ہو گئی ہے اس کو دور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کر دینا اور پچائی کے اظہار سے مذہب جنگوں کا خاتمہ کر کے صلح کی بنیاد ڈالوں اور وہ دینی پچاسیاں جو دنیا کی آنکھ سے مخفی ہو گئی ہیں ان کو ظاہر کر دوں اور وہ روحانیت جو انسانی تاریکیوں کے نیچے دب گئی ہے اس کا نیندہ دکھاؤں اور خدا کی طاقتیں جو انسان کے اندر داخل ہو کر توجہ یاد دعا کے ذریعہ سے نمودار ہوتی ہیں حال کے ذریعہ سے نہ محض متقل سے ان کی کیفیت بیان کروں اور سب سے زیادہ یہ کہ وہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید جو ہر ایک قسم کے شرک کی آمیزش سے خالی ہے جو اب نابود ہو چکی ہے اس کا دوبارہ قوم میں دائمی پودہ لگا دوں اور یہ سب کچھ میری قوت سے نہیں ہوگا بلکہ اس خدا کی طاقت سے ہوگا جو آسمان اور زمین کا خدا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ ایک طرف تو خدا نے اپنے ہاتھ سے میری تربیت فرما کر مجھے اپنی وحی سے شرف بخش کر میرے دل کو پرورش بخشا ہے کہ میں اس قسم کی اصلاحوں کے لئے کھڑا ہو جاؤں اور دوسری طرف اس نے دل میں تیار کر دیئے ہیں جو میری باتوں کو ماننے کے لئے مستعد ہوں میں دیکھتا ہوں کہ جب سے خدا نے مجھے دنیا میں مامور کر کے بھیجا ہے اسی وقت سے دنیا میں ایک انقلاب عظیم ہو رہا ہے۔ یورپ اور امریکہ میں جو لوگ حضرت عیسیٰ کی فدائی کے دلدادہ تھے اب ان کے محقق خود بخود اس عقیدہ سے سلجھتے ہوئے جاتے ہیں اور وہ قوم جو باپ دادوں سے بنوں اور بدبوتوں پر نرس لیتے تھے بہتوں کو ان میں سے یہ بات سمجھ آ گئی ہے کہ کبوت کچھ چیز نہیں ہیں اور گودہ لوگ ابھی روحانیت سے بے خبر ہیں اور صرف چند الفاظ کو دم کی طور پر لئے بیٹھے ہیں لیکن کچھ شک نہیں کہ ہزار ہا بے ہودہ رسوم اور بدعات اور شرک کی رستیوں انہوں نے اپنے گلے پر سے اتار دی ہیں۔ اور توحید کی دیورٹھی کے قریب کھڑے ہو گئے ہیں۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ کچھ تھوڑے زمانہ کے بعد عنایت الہی ان میں سے بہتوں کو اپنے ایک فاضل ہاتھ سے دھکا دے کر یحییٰ اور کائل توحید کے اُس دارالان میں داخل کر دے گی۔ جس کے ساتھ کاملی محبت اور کامل خوف اور کامل معرفت غطا کی جاتی ہے۔ یہ اُمید میری محض خیالی نہیں ہے۔ بلکہ خدا کی پاک وحی سے یہ بشارت مجھے ملی ہے۔ اس ملک میں خدا کی مکت نے یہ کام کیا ہے تا جلد متفرق قوموں کو ایک قوم بنا دے اور صلح اور اشتیاق کا دن لا دے۔ ہر ایک کو اس ہوا کی خوشبو آ رہی ہے کہ یہ تمام متفرق قومیں کسی دن ایک قوم بننے والی ہے۔“

رکھچکھ لاہور ۲۵/۳/۶۲

سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

زندگی بخش پر معارف کلمات طیبہ

بعثت کی غرض

انبیاء کے اس دنیا میں آنے کی سب سے بڑی غرض اور ان کی تعلیم اور تبلیغ کا عظیم الشان مقصد یہ ہوتا ہے۔ کہ لوگ خدا تعالیٰ کو شناخت کریں۔ اور اس زندگی سے جو انہیں جہنم اور ہلاکت کی طرف لے جاتی ہے۔ اور جس کو گناہ آور زندگی کہتے ہیں نجات حاصل کریں حقیقت میں یہی بڑا بھاری مقصد ان کے زیر نظر ہوتا ہے پس اس وقت بھی جو خدا تعالیٰ نے ایک سلسلہ قائم کیا ہے۔ اور مجھے اس نے نبوت فرمایا ہے۔ تو میرے آنے کی غرض بھی وہی مشترک غرض ہے جو سب انبیاء کی تھی یعنی میں دنیا کو بتانا چاہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کیا ہے۔ بلکہ اس خدا کو دکھانا چاہتا ہوں اور نیز گناہ سے بچنے کی طرف رہبری کرتا ہوں۔

گناہوں سے بچنے کا صرف ایک ہی طریق ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ انسان کو اس بات پر کامل یقین ہو جائے کہ خدا تعالیٰ موجود ہے اور وہ ہر فعل کی جزاء و سزا دیتا ہے۔ جب تک اس ہول پر یقین کامل نہ ہو تب تک گناہ کی زندگی پر موت وارد نہیں ہو سکتی۔

دراصل خدا ہے اور ہونا چاہیے یہ دو فقرے ہیں جن میں بت بڑے فکر اور غور کی ضرورت ہے۔ پہلی بات یہ کہ خدا ہے۔ یہ صرف علم الیقین بلکہ حق الیقین کی تہ سے نکلتی ہے اور دوسری بات یہ کہ خدا ہونا چاہیے محض دقتاً لوسی اور نقلی ہے۔ ایک حکیم یا فلاسفر جو صرف قیاسی طور پر خدا تعالیٰ کے وجود کا قابل ہے۔ سچی پاکیزگی اور خدا نرسی کے کمال کو حاصل نہیں کر سکتا۔ لیکن وہ شخص جو براہ راست خدا تعالیٰ کا جلال آسمان سے مشاہدہ کرتا ہے وہ نیک کاموں اور وفاداری اور انفرادی کے لئے اس الہی جلال کے ساتھ ہی ایک قوت اور روشنی حاصل کرتا ہے جو اسے بدوں سے بجا لینے اور تاریکی سے نجات بخشتی ہے۔ پس یہی وہ یقین اور معرفت ہوتی ہے جس کو انبیاء اگر عطا کرتے ہیں اور جس کے ذریعہ سے لوگ گناہ کی زندگی سے نجات حاصل کر کے پاک زندگی پاس لینے ہیں۔ اس طریق پر خدا تعالیٰ نے مجھے ماور کیا ہے

اور میرے آنے کی یہی غرض ہے کہ میں دنیا کو دکھا دوں کہ خدا موجود ہے۔ اور وہ جزاء سزا دیتا ہے۔

راہ حکم جلدہ دہم برکات اسلام

میں جو ان تھا اور اب بوجہ احوال ہو گیا ہوں مگر میں اپنے ابتدائی زمانہ سے ہی اس بات کا گواہ ہوں کہ وہ خدا جو ہمیشہ پوشیدہ چلا آیا ہے وہ اسلام کی پیروی سے اپنے تئیں ظاہر کرتا ہے۔ اگر کوئی قرآن شریف کی سچی پیروی کرے اور کتاب اللہ کے منشاء کے موافق اپنی اصلاح کی طرف مشغول ہو اور اپنی زندگی زندگیوں کے رنگ میں بلکہ خادم دین کے طور پر بنا دے اور اپنے تئیں خدا کی راہ میں وقف کر دے اور اس کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھے اور اپنی خود نمائی اور تکبر اور عجب سے پاک ہو اور خدا کے جلال اور عظمت کا ظہور چاہے نہ یہ کہ اپنا ظہور چاہے اور اس راہ میں خاک میں مل جائے تو آخری نتیجہ اس کا یہ ہوتا ہے کہ مکالمات اللہ یعنی فصیح بلیغ میں اس سے شروع ہو جاتے ہیں اور وہ کلام لذیذ اور باشکوہ ہوتا ہے جو خدا کی طرف سے نازل ہوتا ہے۔
رہشمہ معرفت ص ۳

"کوئی مذہب بھی اپنی اصلیت کی رو سے چھوٹا نہیں"

"خدا نے مجھے اطلاع دی ہے کہ دنیا میں جن قدر نبیوں کی معرفت مذہب پھیل گئے ہیں اور ایک زمانہ ان پر گذر گیا ہے ان میں سے کوئی مذہب بھی اپنی اصلیت کی رو سے چھوٹا نہیں اور نہ ان میں سے کوئی نبی چھوٹا ہے۔"
(تحفہ قبصر یہ ص ۳)

پیشوا یا ان مذاہب کا احترام

"ہم اس بات کا اعلان کرتا اور اپنے اس اقرار کو تمام دنیا میں شائع کرنا اپنی سعادت سمجھتے ہیں کہ حضرت مومن علیہ السلام اور معرفت میں علیہ السلام اور دوسرے

ختم رونے روحانی زہروں کو دور کرتے اور خدا تعالیٰ کو دیکھنے کی قابلیت پیدا کرتے ہیں

رمضان المبارک عینی کی قدر کرو اور ان ایام سے زیادہ سے زیادہ اٹھائیں

انحضرت خلیفۃ المسیح الثاني ایدہ اللہ تعالیٰ بفضلہ العزیز۔ فرمودہ یکم جولائی ۱۹۲۹ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔
دوستوں کا معلوم ہے کہ یہ

رمضان کا عینیہ

ہے۔ اور ان کے کرم سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عینیہ اپنے ساتھ بہت سی برکتیں لے کر آتا ہے۔ دنیا میں انسان مختلف، مذہبی کاموں میں لوث رہتا ہے۔ اور ہر وقت اللہ تعالیٰ سے خدا تعالیٰ کی طرف سے شکر اپنی طرف مٹھون رکھتے ہیں۔ ان دن بھر کے کاموں کا ازالہ پانچ دن تک کی گواہی کرتی ہیں۔ ایک انسان حدیث گوشت تک مختلف دینی کاموں میں مشغول رہتا ہے۔ یہ پانچ روزہ کا دن تھا ہے۔ تو وہ خدا تعالیٰ سے گواہی دیتا ہے اور اس سے بیچارا

زندگ دو رہ جاتا ہے

پھر وہ دوبارہ اور کاموں میں مشغول ہوجاتا ہے۔ اور پھر اس کے دل پر زندگ لگا جاتا ہے۔ اور اس کے بعد اسے دوسری زندگ کا موقع ملتا ہے۔ اور اس سے اس کا وہ زندگ بھی دور ہوجاتا ہے۔ غرض پانچ نمازیں اس کے دن بھر کے زندگ کو دور کر دیتی ہیں۔ اس طرح ساری بھوکے عینہ زندگ کو رمضان کا عینیہ دور کرتا ہے۔

مختلف قسم کے زہر

ہوتے ہیں۔ بعض زہروں کو کہیں کہیں حرم سے خارج کر دیتا ہے۔ انہیں حرم سے اندر باقی رہتا ہے اور انسان کی صحت میں مضر نہیں ہوتا۔ لیکن آہستہ آہستہ اپنی مقدار میں بڑھ جاتا ہے کہ جس وقت کہتے ہیں کہ اس کا نقصان ہوتا ہے۔ رمضان نماز دوسرے روز بھر رہتا ہے۔ وہ ایسے ہی ہے جیسے انسان وہ زندگ لگا جاتا ہے پانی پیتا ہے۔ تو ان کے مفید اجزاء خون کی شکل میں بدل جاتے ہیں۔ اور زہریلے مادے پسینہ اور پاؤں کا شکر کی شکل میں خارج ہوتے رہتے ہیں۔ اسی طرح اس کی صحت برقرار رہتی ہے۔ یہ زہر مادے اگر خارج نہ ہوں تو اکثر عین پسینہ آوار اور پھٹ پھٹ آوار دماغ میں دبتے ہیں۔ اور اس طرح وہ زہریلے مادے خارج ہوجاتے ہیں۔ اس طرح ان روحانی زہروں کو دور کرنے پیدا ہوتے ہیں۔ اور روح کو نکلتا کرتے

رہتے ہیں۔ عا زہر باہر نکالتی رہتی ہیں لیکن ان زہروں کا ایک حصہ ایسا ہی ہوتا ہے جو بعض وقت ایسے اور جسم کے اندر آہستہ آہستہ جمع ہوتا رہتا ہے۔ اس کی مقدار بہت قدر کم ہوتی ہے۔ لیکن جوڑتے ہوتے وہ اتنی مقدار میں جمع ہوجاتا ہے کہ

ہمارا روحانی جینا

بعض خدا تعالیٰ خردی سمجھتا ہے کہ اسے

میں ایک نئی زندگی لے کر کام کے گا۔ اس طرح خدا تعالیٰ نے ایک علاج روزانہ پیدا ہونے والا۔ زہروں کے لئے رکھا ہے اور ایک علاج سال بھر کے عینہ زہروں کے لئے رکھا ہے۔ عینہ ان روحانی زہروں کو جو روزانہ پیدا ہوتے ہیں وہ دور کرنے کے لئے دن بھر پانچ نمازیں رکھی ہیں۔ اور سال بھر کے عینہ زہروں کو دور کرنے کے لئے رمضان کا عینہ لیا گیا ہے۔

رمضان دعاؤں کا عینہ ہے

(کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

رمضان سورج کی تپش کو کھتے ہیں۔ رمضان میں جو نیکو انسان آگے و شرب اور تمام جسمانی لذتوں پر صبر کرتا ہے۔ دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کے لئے ایک حرارت اور جوش پیدا کرتا ہے۔ روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش بل کر رمضان ہوا۔۔۔۔۔۔ رمضان دعاؤں کا عینہ ہے۔ شہنہ رمضان الذی انزل فیہ القرآن سے ہی ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔

صوفیوں نے اس عینہ کو تنوی قلب کے لئے عمرہ لکھا ہے اس میں کثرت سے مکاشفات ہوتے ہیں۔ بسا تزکیہ نفس کرتی ہے اور روزہ سے تجلی قلب ہوتی ہے۔ تزکیہ نفس کے مراد یہ ہے کہ نفس امارہ کی شہوات سے بلند حاصل ہو جاوے اور تجلی قلب سے مکاشفات ہوتے ہیں کہ جن سے مومن خدا کو دیکھ لیتا ہے۔

(فتاویٰ مسیح موعود علیہ السلام)

دنیا میں انسان پر جو

استیلا آتے ہیں

وہ دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک استیلا وہ ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے اور ایک استیلا وہ ہوتا ہے جو بندہ اپنے لئے خود پیدا کرتا ہے۔ ان استیلاؤں سے خدا تعالیٰ کی نسیب انسان کو وہ معانی گندہ سے ممانعت فرماتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے

نکال دیا جائے۔ غرض میں گھنٹوں کے زہر کو دور کرنے کے لئے دن بھر میں پانچ نمازیں رکھی گئی ہیں۔ اسی طرح سال بھر کے عینہ زہروں کو دور کرنے کے لئے سال میں رمضان کا ایک عینہ لکھا گیا ہے۔ جسے پانچ نمازیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے لکھا ہے۔ اور اگر کسی کے عینہ صرف ماہ بھر دینے سے اس کے عینہ کوئی غذا نہیں دیتے تھے۔ اس کے بعد دیکھنے کے سال بھر کے زہر نکلیں گئے۔ اور اب

نئے یا کہ وہ دونوں قسم کے عینہ انسان پر آتے ہیں۔ ایک استیلا وہ ہے جو خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے آتا ہے۔ دوسرے وہ ہے جو بندہ اپنے لئے لے اٹھتا ہے۔ عینہ کے پانی سے دھو کر پانی سے دھو کر پانی سے دھو کر پانی سے اسے غسل بھی کرنا پڑتا ہے۔ یہ عینہ ایک قسم کا استیلا ہے۔ جو مومن اپنے ہاتھ سے لاتا ہے۔ اور جب مومن اپنے ہاتھ سے استیلا لاتا رہتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ اسے استیلا جھوٹا دیتا ہے۔ لہذا ان کے متعلق بھی خدا تعالیٰ نے

یہی اصول مغز زہریا ہے

مذہ جب خود اختیار لے آتا ہے یعنی وہ اپنی کسی فلسفی سے عینہ ہوجاتا ہے۔ تو اس وقت خدا تعالیٰ اسے روز سے ممانعت کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ جس دن زہر لگایا۔ لیکن ان حالات کے سوا سال بھر کے زہروں کو دور کرنے کے لئے رمضان میں روز سے لکھنا ایک مومن کے لئے نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ اگر زہر زیادہ ہو جائی تو وہ اس کے لئے

ہلاکت کا موجب

ہوں گے۔ جو شخص سال بھر میں رمضان کے روزے نہ رکھے اور وہ صرف سال کے روزے آجائیں۔ اس کے اندر دو سال کا زہر پیدا ہو جائے گا۔ اور اگر دو تین سال کے روزے نہ رکھ سکے تو اس کے اندر بھی سال کا زہر جمع ہوجائے گا۔ جو اس کے لئے یقیناً جھک ثابت ہوگا۔ اس کے اندر ایسی عینہ اور دماغی عینہ ہوجا رہے ہیں جو اس کے لئے آتے تو وہ سے نہیں پھانسنے گئے۔ جیسے کسی شخص کی آنکھیں ماری جائیں تو وہ اپنے طرز دن کو بھی خواہ وہ ساتھی ہو وہ نہیں پھانس سکتا۔

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں

کہ ہم روزے رکھ کر خدا تعالیٰ پر احسان کرتے ہیں۔ حالانکہ اس سے زیادہ حقیقی اور کوئی نہیں۔ جو شخص ڈاکٹر کے معائنہ کھدے پر یہ خیال کرے کہ اس نے خون دے کر ڈاکٹر پر احسان کیا ہے یا ڈاکٹر نے جلوت دے کر وہ خیال کرتے کہ اس نے جلوت دے کر ڈاکٹر پر احسان کیا ہے۔ یہ سب کو کھن کھن کھن ہے۔ وہ نہیں کرے کہ اس سے کوئی عینہ نکالے۔ اور وہ نہیں کرے کہ اس سے زیادہ احسان اور کوئی نہ ہوگا۔ سلیج خواہ، تلخی کیوں نہ ہو وہ ہر حال صحتی کا موجب ہوجاتا ہے۔ اسی طرح نماز سے سلیج خواہ جس میں نہ ہوگی۔ سلیج پانی سے دھو کر پانی سے دھو کر

اللہ تعالیٰ کا ہم پر احسان ہے کیونکہ اس کے
مدد فی زہود کرو دے گا

خدا تعالیٰ کو دیکھنے کی قابلیت

پیدا ہوتی ہے۔ اس طرح رمضان پر جب
کوئی بھوکا رہتا ہے۔ تو وہ خدا تعالیٰ پر احسان
نہیں کرتا۔ بلکہ یہ خدا تعالیٰ کا احسان ہوتا
ہے۔ کہ اس نے اسے روحانی گذروں
کے دور کرنے کا موقع ہم بتوایا۔ کیا ذکر
میں کو بھوکا نہیں رہتے۔ جب کسی شخص کو بھوکہ
خواب ہو جاتا ہے یا عمدہ اور خوشیاں
خواب ہو جاتی ہیں تو ذکر اسے آگے آگے
دس دس دن کا نافذ دیتے ہیں۔ لیکن کوئی
شخص نہیں کہتا کہ نافذ دے کر ذکر شروع
ہرگز نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ وہ ذکر احسان
تسلیم کرتا ہے۔ کیونکہ خدا کے ذریعہ اس کی
باقی زندگی بچ جاتی ہے اگر اسے نافذ نہ دیا
جسٹا تا۔ اس کی ۲۰ - ۲۲ سال کی باقی
زندگی ختم ہو جاتی۔ اسی طرح

رمضان کے روزے

ہیک انسان کی باقی روحانی زندگی کو قائم
رکھنے کا ایک ذریعہ ہیں۔ اگر کوئی شخص ان
ناقوں کو برداشت نہیں کرے گا۔ تو اس
کی روحانیت مر جائے گی۔ اور اس کے
نتیجہ کار ہو رہی ہیں۔ اس دنیا کی زندگی تو خرابی
ہے۔ اصل اور دائمی زندگی اگلے جہان
کا ہے۔ اگر وہ برباد ہو گئی تو کیا فائدہ؟
جس میں

اس عہد کی قدر کرنی چاہیے

اور ان دنوں کو صحیح طور پر استعمال کرنا چاہیے
مقتضیٰ ان دنوں کو صحیح طور پر استعمال
کرنے تھے۔ اتنے ہی ہمارے وہ زہر
دوروں کے جراثیم ہیں اور جمع ہو کر ہماری
زندگی کو ختم کر دیتے ہیں

مجاہدین تحریک جدید جو ہر ماہ میں

تحریک جدید جو اول کے ۱۶ سال اور دوسرے
دوم کے ۱۶ سال کے آغاز میں وقت تیار
۱۵ ہ گذریں گی لیکن اب تک بہت سے
احباب اور جماعتوں نے اس طرف سے وہ خدمات کی
گہرست وصول نہیں ہوئی۔ اس ضمن میں دوسرے
بڑا ایک طرف سے نوان تحریک جو کئی سے پہلے
پہلیے باوجود اپنی بڑا سبب اور مدد حاصل کر
محمدیوں کی خدمت میں گزارش ہے کہ اس طرف
لڑی کو زیادہ ہی اور مدد سے اس کے لیے ہونا چاہیے
دوسرے دم کے مجاہدین کو اس طرف سے ہر
کو بڑی چاہیے کیونکہ دوسرے دم کے اس سال مجاہدین
کی خدمت میں کئی صورتوں میں اللہ تعالیٰ کے احسان
کا یہ بھی ہے کہ کوشش کریں کہ اس کا وہ نتیجہ ہی
تمام احباب کے نام سے اس طرح جو جس اللہ تعالیٰ کے
ساتھ جو۔ لیکن اللہ تعالیٰ تحریک جدید کا فرمان

رمضان کی برکات

ان حضرت مولانا بشیر احمد صاحب مظلّم العالی

گئی سے۔ اور جس کا وقت لڑائی سے بڑے
صبح کے قریب سمجھنا چاہیے۔ تراویح کی
مشاورہ جو عشاء کے بعد پڑھی جاتی ہے وہ
تجدید کی سلا کا ہی ایک ادا ہے نہ کہ بدل
ہے۔ مگر کوہ اور عبادت کوئی کے لئے بھی
غیبت ہے۔ اور جن دوستوں کو وہ دنوں کی
توفیق ہی سکے وہ دنوں سے نافذ ہوا ہے۔
(۵) اس عہد میں قرآن مجید کی
تلاوت کی طرف خاص توجہ دینی چاہیے۔ اور
بہتر یہ ہے کہ قرآن مجید کے وہ حصے
کے جائیں۔ وہ نہ کہ از کم ایک نو فر ہو۔ اور
ہر صحت کی آیت پر خدا کی رحمت طلب کی
جائے۔ اور ہر صلاب کی آیت پر استغفار
کیا جائے۔

(۶) اس عہد میں دعاؤں اور ذکر
ایہاں ہی بہت ضرور ہونا چاہیے۔ اور
دعا کے وقت دل میں یہ کیفیت پیدا کرنے
کی کوشش کی جائے۔ کہ تم گویا خدا کے سامنے
بیٹھے ہیں۔ یعنی خدا میں بچ رہا ہے بار
ہم خدا کو بچ رہے ہیں۔ دعاؤں میں اسلام
اور احمدیت کی ترقی اور حضرت غنیفہ
الیح اثانی ابیدہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور
درمانی غمراہ مسد کے سفلیوں اور

کارکنان امدادیوں کے درمیان اور
ان کے مقصد کی کامیابی کے مقصد کیا جائے
عمدی دعاؤں میں ربنا ائمانی الدنيا
حسنة و فی الآخرة حسنة و قضا
عذاب النار ہی عجیب و غریب
دعا ہے۔ اور فضل کی تعبیر کے لئے
لا الہ الا انت مدبھانک انی
کنت من الظالمین عز معلول
تائیر رکھتے ہیں۔ اور استغاثت باللہ سے
لطف یا حی یا قیوم ہر محنت کی غنیمت
کا سبب زہن دعاؤں میں سے ہے اور

سورہ فاتحہ تو دعاؤں کی سر تاج
ہے۔
(۷) برکات کے حصول کے لئے
کثرت کے ساتھ درود پڑھنا اور
دو جہ کی تاثیر رکھتا ہے۔ حضرت یحییٰ عمو
علیہ السلام سمجھتے ہیں کہ ایک رات میں نے
اس کثرت سے درود پڑھا کہ میرا دل وہ
سینہ صحر ہو گیا۔ اس رات میں نے
خواب میں دیکھا کہ ترستے نور کی مشکیں بھر
بھر میرے مکان کے اندر سے آ رہے
ہیں۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ یہ نور
اس درود کا ثمر ہے جو تم نے محمد صلیم
پر بھیجا ہے۔

(۸) روزہ کے دوران میں غصہ و
کڑھت اور ہوس کا علاج اور بد چلتی اور
علم مستزاد اور ایذا رسائی اور استنہار
اور گالی کھوج سے اس طرح اجتناب
کیا جائے۔ کیونکہ ایسا ان باتوں کو
جانتا ہی نہیں تاکہ رمضان کا روحانی
سینہ دوسرے ایام کے لئے بھی ایک
شیخ بہ اہمیت میں جائے۔

(۹) رمضان کی ایک خاص نعمت
جو حقوق العباد سے تعلق رکھتی ہے
مدد و خیرات ہے۔ معیشت میں آنا ہے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں اس
طرح مدد و خیرات کرتے تھے۔ گویا کہ
آپ کا ہاتھ ایک نیر آہمی ہے۔ جو کسی
کو خیریاں میں نہیں لاتی۔ اور رمضان کے
آخر میں صدقات الفطر کو ہر مال پر غریب
اور بیخوردوں اور مردوں و زنانہ پر
رمضان کا آخری عشرہ اپنی
برکات اور قبولیت دعا کے لئے غصہ
تائیر رکھتا ہے۔ اس لئے اس غصہ میں
لواغ اور لڑائی اور دعا اور تلاوت
قرآن مجید اور درود بہت ضرور دینا
چاہیے۔ اور جن دوستوں کو توفیق ملے۔ اور
ان کے مفردی و تعلق نہیں میں حرج لازم
آتا ہو۔ وہ آخری عشرہ میں اعتکاف
مجید کر ہی اس کی فضولوں روحانی برکات
سے نافذ ہوا ہے۔ اور نہ کہ از کم اس
عشرہ کی راتوں اور جمعہ طاق راتوں
میں قصد قبولیت کے ساتھ راتوں اور
دعاؤں پر زور دینا تاکہ اگر خدا چاہے تو
وہ صبر و کثرت رات میں آتا ہے۔ جو
بھوکے راتوں سے زیادہ برکت شکر رک
گئی ہے۔

سے برتر کسی کو حرکت اور ہے ہر
ارہموت اور ہوس کا علاج اور بد چلتی اور
علم مستزاد اور ایذا رسائی اور استنہار
اور گالی کھوج سے اس طرح اجتناب
کیا جائے۔ کیونکہ ایسا ان باتوں کو
جانتا ہی نہیں تاکہ رمضان کا روحانی
سینہ دوسرے ایام کے لئے بھی ایک
شیخ بہ اہمیت میں جائے۔

(۹) رمضان کی ایک خاص نعمت
جو حقوق العباد سے تعلق رکھتی ہے
مدد و خیرات ہے۔ معیشت میں آنا ہے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں اس
طرح مدد و خیرات کرتے تھے۔ گویا کہ
آپ کا ہاتھ ایک نیر آہمی ہے۔ جو کسی
کو خیریاں میں نہیں لاتی۔ اور رمضان کے
آخر میں صدقات الفطر کو ہر مال پر غریب
اور بیخوردوں اور مردوں و زنانہ پر
رمضان کا آخری عشرہ اپنی
برکات اور قبولیت دعا کے لئے غصہ
تائیر رکھتا ہے۔ اس لئے اس غصہ میں
لواغ اور لڑائی اور دعا اور تلاوت
قرآن مجید اور درود بہت ضرور دینا
چاہیے۔ اور جن دوستوں کو توفیق ملے۔ اور
ان کے مفردی و تعلق نہیں میں حرج لازم
آتا ہو۔ وہ آخری عشرہ میں اعتکاف
مجید کر ہی اس کی فضولوں روحانی برکات
سے نافذ ہوا ہے۔ اور نہ کہ از کم اس
عشرہ کی راتوں اور جمعہ طاق راتوں
میں قصد قبولیت کے ساتھ راتوں اور
دعاؤں پر زور دینا تاکہ اگر خدا چاہے تو
وہ صبر و کثرت رات میں آتا ہے۔ جو
بھوکے راتوں سے زیادہ برکت شکر رک
گئی ہے۔

سینہ دوسرے ایام کے لئے بھی ایک
شیخ بہ اہمیت میں جائے۔
(۹) رمضان کی ایک خاص نعمت
جو حقوق العباد سے تعلق رکھتی ہے
مدد و خیرات ہے۔ معیشت میں آنا ہے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں اس
طرح مدد و خیرات کرتے تھے۔ گویا کہ
آپ کا ہاتھ ایک نیر آہمی ہے۔ جو کسی
کو خیریاں میں نہیں لاتی۔ اور رمضان کے
آخر میں صدقات الفطر کو ہر مال پر غریب
اور بیخوردوں اور مردوں و زنانہ پر
رمضان کا آخری عشرہ اپنی
برکات اور قبولیت دعا کے لئے غصہ
تائیر رکھتا ہے۔ اس لئے اس غصہ میں
لواغ اور لڑائی اور دعا اور تلاوت
قرآن مجید اور درود بہت ضرور دینا
چاہیے۔ اور جن دوستوں کو توفیق ملے۔ اور
ان کے مفردی و تعلق نہیں میں حرج لازم
آتا ہو۔ وہ آخری عشرہ میں اعتکاف
مجید کر ہی اس کی فضولوں روحانی برکات
سے نافذ ہوا ہے۔ اور نہ کہ از کم اس
عشرہ کی راتوں اور جمعہ طاق راتوں
میں قصد قبولیت کے ساتھ راتوں اور
دعاؤں پر زور دینا تاکہ اگر خدا چاہے تو
وہ صبر و کثرت رات میں آتا ہے۔ جو
بھوکے راتوں سے زیادہ برکت شکر رک
گئی ہے۔

سینہ دوسرے ایام کے لئے بھی ایک
شیخ بہ اہمیت میں جائے۔
(۹) رمضان کی ایک خاص نعمت
جو حقوق العباد سے تعلق رکھتی ہے
مدد و خیرات ہے۔ معیشت میں آنا ہے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں اس
طرح مدد و خیرات کرتے تھے۔ گویا کہ
آپ کا ہاتھ ایک نیر آہمی ہے۔ جو کسی
کو خیریاں میں نہیں لاتی۔ اور رمضان کے
آخر میں صدقات الفطر کو ہر مال پر غریب
اور بیخوردوں اور مردوں و زنانہ پر
رمضان کا آخری عشرہ اپنی
برکات اور قبولیت دعا کے لئے غصہ
تائیر رکھتا ہے۔ اس لئے اس غصہ میں
لواغ اور لڑائی اور دعا اور تلاوت
قرآن مجید اور درود بہت ضرور دینا
چاہیے۔ اور جن دوستوں کو توفیق ملے۔ اور
ان کے مفردی و تعلق نہیں میں حرج لازم
آتا ہو۔ وہ آخری عشرہ میں اعتکاف
مجید کر ہی اس کی فضولوں روحانی برکات
سے نافذ ہوا ہے۔ اور نہ کہ از کم اس
عشرہ کی راتوں اور جمعہ طاق راتوں
میں قصد قبولیت کے ساتھ راتوں اور
دعاؤں پر زور دینا تاکہ اگر خدا چاہے تو
وہ صبر و کثرت رات میں آتا ہے۔ جو
بھوکے راتوں سے زیادہ برکت شکر رک
گئی ہے۔

سینہ دوسرے ایام کے لئے بھی ایک
شیخ بہ اہمیت میں جائے۔
(۹) رمضان کی ایک خاص نعمت
جو حقوق العباد سے تعلق رکھتی ہے
مدد و خیرات ہے۔ معیشت میں آنا ہے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں اس
طرح مدد و خیرات کرتے تھے۔ گویا کہ
آپ کا ہاتھ ایک نیر آہمی ہے۔ جو کسی
کو خیریاں میں نہیں لاتی۔ اور رمضان کے
آخر میں صدقات الفطر کو ہر مال پر غریب
اور بیخوردوں اور مردوں و زنانہ پر
رمضان کا آخری عشرہ اپنی
برکات اور قبولیت دعا کے لئے غصہ
تائیر رکھتا ہے۔ اس لئے اس غصہ میں
لواغ اور لڑائی اور دعا اور تلاوت
قرآن مجید اور درود بہت ضرور دینا
چاہیے۔ اور جن دوستوں کو توفیق ملے۔ اور
ان کے مفردی و تعلق نہیں میں حرج لازم
آتا ہو۔ وہ آخری عشرہ میں اعتکاف
مجید کر ہی اس کی فضولوں روحانی برکات
سے نافذ ہوا ہے۔ اور نہ کہ از کم اس
عشرہ کی راتوں اور جمعہ طاق راتوں
میں قصد قبولیت کے ساتھ راتوں اور
دعاؤں پر زور دینا تاکہ اگر خدا چاہے تو
وہ صبر و کثرت رات میں آتا ہے۔ جو
بھوکے راتوں سے زیادہ برکت شکر رک
گئی ہے۔

سینہ دوسرے ایام کے لئے بھی ایک
شیخ بہ اہمیت میں جائے۔
(۹) رمضان کی ایک خاص نعمت
جو حقوق العباد سے تعلق رکھتی ہے
مدد و خیرات ہے۔ معیشت میں آنا ہے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں اس
طرح مدد و خیرات کرتے تھے۔ گویا کہ
آپ کا ہاتھ ایک نیر آہمی ہے۔ جو کسی
کو خیریاں میں نہیں لاتی۔ اور رمضان کے
آخر میں صدقات الفطر کو ہر مال پر غریب
اور بیخوردوں اور مردوں و زنانہ پر
رمضان کا آخری عشرہ اپنی
برکات اور قبولیت دعا کے لئے غصہ
تائیر رکھتا ہے۔ اس لئے اس غصہ میں
لواغ اور لڑائی اور دعا اور تلاوت
قرآن مجید اور درود بہت ضرور دینا
چاہیے۔ اور جن دوستوں کو توفیق ملے۔ اور
ان کے مفردی و تعلق نہیں میں حرج لازم
آتا ہو۔ وہ آخری عشرہ میں اعتکاف
مجید کر ہی اس کی فضولوں روحانی برکات
سے نافذ ہوا ہے۔ اور نہ کہ از کم اس
عشرہ کی راتوں اور جمعہ طاق راتوں
میں قصد قبولیت کے ساتھ راتوں اور
دعاؤں پر زور دینا تاکہ اگر خدا چاہے تو
وہ صبر و کثرت رات میں آتا ہے۔ جو
بھوکے راتوں سے زیادہ برکت شکر رک
گئی ہے۔

سینہ دوسرے ایام کے لئے بھی ایک
شیخ بہ اہمیت میں جائے۔
(۹) رمضان کی ایک خاص نعمت
جو حقوق العباد سے تعلق رکھتی ہے
مدد و خیرات ہے۔ معیشت میں آنا ہے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں اس
طرح مدد و خیرات کرتے تھے۔ گویا کہ
آپ کا ہاتھ ایک نیر آہمی ہے۔ جو کسی
کو خیریاں میں نہیں لاتی۔ اور رمضان کے
آخر میں صدقات الفطر کو ہر مال پر غریب
اور بیخوردوں اور مردوں و زنانہ پر
رمضان کا آخری عشرہ اپنی
برکات اور قبولیت دعا کے لئے غصہ
تائیر رکھتا ہے۔ اس لئے اس غصہ میں
لواغ اور لڑائی اور دعا اور تلاوت
قرآن مجید اور درود بہت ضرور دینا
چاہیے۔ اور جن دوستوں کو توفیق ملے۔ اور
ان کے مفردی و تعلق نہیں میں حرج لازم
آتا ہو۔ وہ آخری عشرہ میں اعتکاف
مجید کر ہی اس کی فضولوں روحانی برکات
سے نافذ ہوا ہے۔ اور نہ کہ از کم اس
عشرہ کی راتوں اور جمعہ طاق راتوں
میں قصد قبولیت کے ساتھ راتوں اور
دعاؤں پر زور دینا تاکہ اگر خدا چاہے تو
وہ صبر و کثرت رات میں آتا ہے۔ جو
بھوکے راتوں سے زیادہ برکت شکر رک
گئی ہے۔

سینہ دوسرے ایام کے لئے بھی ایک
شیخ بہ اہمیت میں جائے۔
(۹) رمضان کی ایک خاص نعمت
جو حقوق العباد سے تعلق رکھتی ہے
مدد و خیرات ہے۔ معیشت میں آنا ہے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں اس
طرح مدد و خیرات کرتے تھے۔ گویا کہ
آپ کا ہاتھ ایک نیر آہمی ہے۔ جو کسی
کو خیریاں میں نہیں لاتی۔ اور رمضان کے
آخر میں صدقات الفطر کو ہر مال پر غریب
اور بیخوردوں اور مردوں و زنانہ پر
رمضان کا آخری عشرہ اپنی
برکات اور قبولیت دعا کے لئے غصہ
تائیر رکھتا ہے۔ اس لئے اس غصہ میں
لواغ اور لڑائی اور دعا اور تلاوت
قرآن مجید اور درود بہت ضرور دینا
چاہیے۔ اور جن دوستوں کو توفیق ملے۔ اور
ان کے مفردی و تعلق نہیں میں حرج لازم
آتا ہو۔ وہ آخری عشرہ میں اعتکاف
مجید کر ہی اس کی فضولوں روحانی برکات
سے نافذ ہوا ہے۔ اور نہ کہ از کم اس
عشرہ کی راتوں اور جمعہ طاق راتوں
میں قصد قبولیت کے ساتھ راتوں اور
دعاؤں پر زور دینا تاکہ اگر خدا چاہے تو
وہ صبر و کثرت رات میں آتا ہے۔ جو
بھوکے راتوں سے زیادہ برکت شکر رک
گئی ہے۔

سینہ دوسرے ایام کے لئے بھی ایک
شیخ بہ اہمیت میں جائے۔
(۹) رمضان کی ایک خاص نعمت
جو حقوق العباد سے تعلق رکھتی ہے
مدد و خیرات ہے۔ معیشت میں آنا ہے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں اس
طرح مدد و خیرات کرتے تھے۔ گویا کہ
آپ کا ہاتھ ایک نیر آہمی ہے۔ جو کسی
کو خیریاں میں نہیں لاتی۔ اور رمضان کے
آخر میں صدقات الفطر کو ہر مال پر غریب
اور بیخوردوں اور مردوں و زنانہ پر
رمضان کا آخری عشرہ اپنی
برکات اور قبولیت دعا کے لئے غصہ
تائیر رکھتا ہے۔ اس لئے اس غصہ میں
لواغ اور لڑائی اور دعا اور تلاوت
قرآن مجید اور درود بہت ضرور دینا
چاہیے۔ اور جن دوستوں کو توفیق ملے۔ اور
ان کے مفردی و تعلق نہیں میں حرج لازم
آتا ہو۔ وہ آخری عشرہ میں اعتکاف
مجید کر ہی اس کی فضولوں روحانی برکات
سے نافذ ہوا ہے۔ اور نہ کہ از کم اس
عشرہ کی راتوں اور جمعہ طاق راتوں
میں قصد قبولیت کے ساتھ راتوں اور
دعاؤں پر زور دینا تاکہ اگر خدا چاہے تو
وہ صبر و کثرت رات میں آتا ہے۔ جو
بھوکے راتوں سے زیادہ برکت شکر رک
گئی ہے۔

خاکسما ہر اقامت
مرزا بشیر احمد۔ روضہ
ہر ماہ ۳ سلاط
مطابق ۶ رمضان ۱۳۲۳ھ

اعلان نکاح
پورہ ۱۸۰۰ ہ کو کم مولوی محمد حسین صاحب
معلم و نفع جہدہ کا نکاح سہ ماہیہ میں
بنت محمد بن صاحب بدین سنہ ۱۳۲۳ھ
پورہ مولوی امیر الدین علی بڑی بیٹے صاحب
تائیں پڑھا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں
رضوان پر برکت بندھے۔ آمین۔ خاکسار علیہ السلام

عظیم الشان روحانی انقلاب - اور - حضرت مسیح الزمان

نئی زمین - اور - نیا آسمان

از حکوم مولانا شریف احمد صاحب امینی انجمن اہل حدیث، مدرسہ اسلامیہ، لاہور

انیسویں صدی اور انیسویں صدی عیسوی کا ماضی
 حالت اسلام اگر ایک طرف مسلمان اور
 اسلام کے لیے ایک خطرناک اور نازک دور کی
 کیفیت دکھاتا ہے تو دوسری طرف اسلام کی
 نشاۃ ثانیہ اور تجدید و احیاء کا مزہ بھی لارہا تھا
 کیونکہ یہ وقت تھا جب ہندوستان میں مذہبی
 طور پر مسلمانوں کی سلطنت کا فائدہ پرچکا تھا۔
 اور انگریزی تسلط قائم ہو گیا تھا۔ اور مذہبی طور پر
 اسلام پر چڑھنے سے ہو رہے تھے۔ ایک طرف
 عیسائی انگریزی حکومت کی خدایا کہ مسلمانوں کو یہی
 بنانے کے لیے مجتہد و مغرب جسے استعمال
 کر رہے تھے۔ دوسری طرف آریہ مسلمانوں کو
 اسلام سے رشتہ کرنے کے لیے خطرناک
 منصوبے تیار کر رہے تھے۔ تیسری طرف برہمن
 سماج "سانسکرت" ہالیاءہ اور اڈھ کا اسلام
 کے "سنبھادی اھلوں" وحی و اہام اور اطلاق
 ہاتھ سے مسلمانوں کو کھنٹ کر رہے تھے۔ اور
 چوتھی طرف خود مسلمانوں میں سے "پجری" اسلامی
 اہلکاروں کی درکلیک اور ملامت کر کے اپنے نئی لیا
 طرز عمل سے اسلام کو دوسروں کی نظر میں
 مفلکہ بنا کر رہے تھے۔ یہ وہ خطرناک وقت
 تھا جبکہ دنیا میں امامد صہبت کا دور دورہ تھا
 اور اپنے خطرناک وقت میں اسلام کی حالت اس
 تصور کی صداقت تھی۔

ہر طرف کفر و کلمت پریشان ہوا اور
 وہیں حق بائیس کی شہ چوں زمین اتا بین
 مخالفین اسلام کی قوتیں کار و بار ہوئیں
 کا ذکر تو ہر طرف تھا۔ خود اسلام کے نام لیا اور
 مسلمان کا دم بھرنے والے اسلامی اھلکاروں
 سے بے برہ۔ قرآن سے بے خبر اور بے عمل
 اور ہدایت نبوی سلم کے مطابق صرف "اسمی و
 دھمی" مسلمان بن کر رہ گئے تھے۔ چنانچہ حال
 ہی میں مولانا ابوالحسن علی صاحب ندوی نے
 اپنے ایک مضمون "قیمۃ جدیدہ" میں
 مسلمانوں کی اسی حالت کا ہوں لفظ لکھی ہے۔

علم میں وسعت دگرانی، حکم میں
 ہدایت و قدرت، عقل میں عجز و
 اور دعوت میں حماقت، یہاں تک
 خیر ہو گئی چند ایک سلفی شخصیتوں
 کو چھوڑ کر مسلمان اسلام کو بولہ
 اور نواز طریق سے پیش کرنے
 سے عاجز بن گئے۔ مذہبی اسلام
 کے تضاد میں حاکم مسلمان کر
 گئے تھے اور مذہبی اہل کابینہ
 دوسروں تک پہنچ گئے تھے۔
 یہ ایک ایسی جماعت تھی۔ جو
 کا کام بھی پر چھوڑنے کی نادی
 ہوا اور امید سے سہارا سے ناز
 مین اس کا شیشہ ہو۔

رنگہ از ما ہما للبعث الاسلامی "کھنڈ"
 ماہ اپریل و مئی ۱۹۵۷ء
امید کی شمع | ایسے خطرناک دور
 اور میں باہمی کے شمار
مرد کامل کا انتظار
 امید کی شمع نظر آ رہی

عقلمندان و علم و ہدایت کی سہنگ میں
 سلطان ایک مرد کامل۔ جمہوری وسیع نظا ہر
 ہوگا۔ وہ اسلام کی گمشدہ شریعت و
 کو بھر دانیں لائے گا اور وہ "مسیح مرد کامل" کی
 انتظاریں میں کبھی آسمان کو تک رہے تھے
 اور کبھی زمین پر نگاہیں جا کر رہے تھے کہ
 کب اس کا نزول فرماید ہو۔ اور ان کی پرکھی
 ہیں جاتے۔ اس لیے امامِ جدیدی "مرد کامل"
 اور "عقلین کو رہنما بنانے کی ضرورت کو مسلمانوں
 کے ماہر اور مفکران" نے ہی سمجھ لیا ہے
 انھوں نے کام دہل کے بارہ میں ایک عجیب
 و غریب سیاسی تصور بھی اپنے ذہنوں میں
 قائم کیا ہے۔ چنانچہ
 "مولانا ابوالحسن علی صاحب ندوی ہی
 رقمطراز ہیں کہ۔

"یہ بات لازمی ہے کہ ہر امت کی
 اعزاز و افتخار اور کرامت کو عالم اسلام
 جس کے ایک شاہ سے ہو گی
 کہنے سے آئے ہیں۔ اور وہ منسوب
 جماعت جو خاص اہمیت کی حامل
 تھی۔ سب وہ جدید اسلامی دعوت کا
 مذہب بن رہا تھا۔ جس سے اب صرف
 دنا و سلطنت کی آواز بن چکا
 ہے۔ اس کے لیے علمی دعوت
 دکھار ہے۔ اور لازمی طور پر ایک
 "عقلمندان" کی ضرورت ہے۔"

والبعث الاسلامی کھنڈ ماہ اپریل
 مئی ۱۹۵۷ء
 (ب) مولانا ابوالحسن علی صاحب ندوی ایم
 جماعت اسلامی رقمطراز ہیں کہ:-
 "جمہور کے کام کو نوبت کا جو
 تصور ہے وہی میں سے ہے
 بھی ان حضرات کے تصور سے
 بالکل مختلف ہے۔ مجھے اس کے
 کام میں کلمات و عبارات کثرت
 ایہات اور جملوں اور جملوں
 کی کوئی گنجائش نہیں آتی۔ یہ
 سمجھتے ہوں کہ ایک انقلابی
 لفظ یا کلمہ جس میں خیر و مفید
 اور بد و مضر کے معنیوں
 سے گذرنا پڑتا ہے یہی مردوں
 سے جمہوری کوئی گذرنا ہوگا۔
 خاص اسلام کی بنیادوں پر
 ایک نیا مذہب، نئے عقائد، نئے
 مذہب اور نئے عقائد، نئے
 زمین کو بھرنے کا ایک نیا
 تحریک اٹھانے کا جو نئے
 تہذیبی ہی ہوگی اور سیاسی ہی
 جاہلیت اپنی تمام طاقتوں کے
 ساتھ اس کو کھینچنے کی کوشش
 کرے گی مگر بالآخر وہ امتداد
 الٹا کھینچ دے گا
 "میرزا آغا زید کے لکھنے
 ۱۸۵۱ء میں زمانہ میں ہانگی
 فردا کا بیڑہ جو کہ وقت کے
 علوم جدیدہ پر اس کو چھوڑنا
 حاصل ہوگی۔ زندگی کے سارے
 مسائل جمعہ کو وہ خوب سمجھتا
 ہوگا۔ عقلی و ذہنی ریاست و
 سیاسی تدبیر اور جنگی ہدایت
 کے اعتبار سے وہ تمام دنیا
 پر پھیل سکتا ہے۔" (گ) اور اپنے
 عہد کے تمام جدیدوں سے
 بڑھ کر جدید ہدایت ہوگا۔ مجھے
 انگریزوں کے "انٹی" جرنل کے
 حلاف سورہی۔ اور صوفی حاجتا
 ہی سے پہلے شورش برپا
 کریں گے۔" (تجدید و احیاء میں)
 (ج) علامہ رابعیہ فقہوری ایڈیٹر رسالہ "تجدید"
 لکھتے رقمطراز ہیں کہ
 "اسی اسی طریقہ میں صرف اس بات
 پر عمل کرنا کہ اسلام جماعت کیوں

میں باہمی کے شمار
 اسلام کی طرف ایک
 امید کی شمع نظر آ رہی
 عقلمندان و علم و ہدایت کی سہنگ میں
 سلطان ایک مرد کامل۔ جمہوری وسیع نظا ہر
 ہوگا۔ وہ اسلام کی گمشدہ شریعت و
 کو بھر دانیں لائے گا اور وہ "مسیح مرد کامل" کی
 انتظاریں میں کبھی آسمان کو تک رہے تھے
 اور کبھی زمین پر نگاہیں جا کر رہے تھے کہ
 کب اس کا نزول فرماید ہو۔ اور ان کی پرکھی
 ہیں جاتے۔ اس لیے امامِ جدیدی "مرد کامل"
 اور "عقلین کو رہنما بنانے کی ضرورت کو مسلمانوں
 کے ماہر اور مفکران" نے ہی سمجھ لیا ہے
 انھوں نے کام دہل کے بارہ میں ایک عجیب
 و غریب سیاسی تصور بھی اپنے ذہنوں میں
 قائم کیا ہے۔ چنانچہ
 "مولانا ابوالحسن علی صاحب ندوی ہی
 رقمطراز ہیں کہ۔

"یہ بات لازمی ہے کہ ہر امت کی
 اعزاز و افتخار اور کرامت کو عالم اسلام
 جس کے ایک شاہ سے ہو گی
 کہنے سے آئے ہیں۔ اور وہ منسوب
 جماعت جو خاص اہمیت کی حامل
 تھی۔ سب وہ جدید اسلامی دعوت کا
 مذہب بن رہا تھا۔ جس سے اب صرف
 دنا و سلطنت کی آواز بن چکا
 ہے۔ اس کے لیے علمی دعوت
 دکھار ہے۔ اور لازمی طور پر ایک
 "عقلمندان" کی ضرورت ہے۔"

اس قدر اقتصاد و زہد علی اور
 اخلاقیاتی میں مبتلا ہے۔ وہی
 قرآن مجید کے زمانہ میں تھا۔
 اب بھی جو کلام موجود ہے وہی
 تعلیمات اسلامی جس کی بدولت
 عرب کے بادشاہ بننے سے کام
 و تیار ہونے کے لیے اس کی توجہ
 کا کھنڈا لٹکا کر رکھا گیا تھا۔ اب بھی
 علی ماہا قائم ہے لیکن آج مسلمان
 در نہیں ہے جو پہلے تھا۔ لہذا
 رعیت فقہری ہی مگر کہہ رہا ہے
 ہی میں نہیں بلکہ عدالت کے
 و ایمان کا تعلق ہی مگر
 سے اور جب ہم ان کے شروع
 و ذوال کے اسباب پر غور کرتے
 ہیں تو صرف ایک نتیجہ پر پہنچتے ہیں
 اور وہ یہ ہے کہ دنیا میں تعلیمات
 کتابوں سے نہیں بلکہ تحقیقوں
 سے پیدا کئے ہیں۔ نیز جب تک
 اہلکار سے ذاتی تعلیمت موجود رہی
 تو لامذہبی ترقی کرتی رہی اور جب
 وہ تعلیمت فنا ہو گئی۔ تو ترقی ترقی
 ہی ہو گئی اور ذوق ترقی پر
 کہ اس لیے نقد تک پہنچنے ہی
 وہ اس کے برہمن تھی۔ اس لیے
 اس وقت تباہ و برباد ہیں تو اس
 صاحب صرف یہ ہے کہ ان کی کوئی
 تعلیمت ایسی موجود نہیں جو
 تعلیمت کو اپنی طرف سے اپنے
 رسالہ "تجدید و احیاء" ۱۹۵۹ء
 متذکرہ بالا انکار مسلمانوں کے
 باریا نہ مقرر ہے ہی جو دراصل تمام
 قوم کے جذبات، تصورات کے
 کورجورہ نفاذ میں اسلام کا
 تجسد و زرقی سے ہے کسی
 عزیز کو رہنا، مرد کامل اور امام
 کی ضرورت تھی۔ کیونکہ یہ
 موجودہ زمانے کے علم و
 کی بات تھی۔

مرد کامل کا ظہور مسلمانوں کی خدمت
 اور اس لیے اور
 ایک عظیم الشان روحانی انقلاب
 ہے اس لیے کوئی شخص
 و عہدہ کی رحمت جو
 اس نے انیسویں صدی میں ہی
 کامل۔ امام الہدی اور
 اسلام کی تجدید و احیاء اور
 کے سے بصورت فرمایا۔ اور
 نے یوں مزہ جو ان کے
 ہی مگر ہونگے انہیں ہی پر
 نیز یہی وہی جو
 کے کام
 ہم پر ہے ان کی ترقی
 ہے۔ ان کے
 کے کام

لمر کو کیا ناجو کہ جراتا جہ جو مغزوان بار
ہم نہ لیتے ہیں ملک براس زمیں کو کیا کہیں
آسمان کے بنے دلوں کو زمین سے کیا لغوار

نیز فرمایا ہے

وہ سنتوں میں بارنے دیں کی معیبت کچھ نہ
ہوئی ہے اس بارے کے ہر مقلد نے کہ نہ
اگر نہ یہی گفت ملی کو طرفت لکھا رہا
اسی لفظ جو لکھا ہے نہ کہ لکھنے کے نہ
دہی کی لغوت کیلئے آگ سماں پر خود ہے
ابھی وہت خون آئے ہیں مہلیکے دن
نہی زمیں اور اس مرد کامل نے ایک دمائی
نیا آسمان الغلاب یعنی نئی زمیں اور
نیا آسمان کے بارے میں یہاں اشارت دی کہ
خدا نے کیا کہ اس میں نیا آسمان اور
نئی زمیں بنا دی تھی۔ اس کا مطلب
یہ ہے کہ زمین کو نئی زمینی لوگوں
کے دل سست جو گئے۔ حیرا مر گئے۔

کیوں کہ خدا کا چہرہ اُن سے چھپ
گیا۔ اور گرفتار آسمانی نشان
سب مہل و قصور کے ہو گئے
صوغدائے ارادہ کیا۔ کہ وہ نئی
زمیں اور نیا آسمان بنا دے۔ وہ

کیا ہے نیا آسمان؟ اور کیا ہے
نئی زمیں؟ ہم تو زمین وہ پاک دل
ہیں جن کو خدا اپنے ہاتھ سے

تیار کیا ہے جو خدا سے ظاہر
ہوتے اور خدا اُن سے ظاہر
ہو گا اور نیا آسمان وہ نشان ہیں
جو ان کے بندے کے ہاتھ سے

آسی کے اُن سے ظاہر ہو گئے
ہیں۔ انسانوں کے دنیا سے خدا کی اس
نئی تخلیق سے ملنے کی یہ دشمنی (فرج)

نورہ اسلام کے اس مرد کامل اور تحقیق نگار
باب میں جیسے "راہبنا" اور جری اللہ کی
مطلی الہ انبیاء نے اسلام

کا زندگی کے بارے میں مذہب عالم کو یوں ہی جیلجیہ
کیا ہے۔

میں ختم لوگوں کو قیام دلاتا
ہوئے۔ اب آسمان کے نیچے
اعلیٰ اور اعلیٰ طور پر زندہ ہونے
درد ایک ہے یعنی محکم محیط
علیٰ اللہ عہدہ وسلم۔ اس
شہرت کے لئے خدا نے جسے
سبح کہے بھیجا ہے جس کو
شک ہوا۔ وہ تمام اور تنگی
سے بچے یہ اسلئے زندگی
نہایت کرانے۔ اگر میں نہ آیا ہوتا
تو کوئی فلا تھا مگر اب کسی کے

لئے فلا ہے جس کی نہیں۔ کیونکہ
خدا نے جسے بھیجا ہے کہ میں
اس بات کا ثبوت وہ نہ کر سکتا
مگر یہ ثابت نہ کر سکتا ہے کہ وہ زندہ ہے
اس قسم کے اور زندہ رہنے
محرومیت اور تسلیم و سلم میں ہمیں

پس آسمان اور زمین کو گواہ
رکھو کہتا ہوں کہ یہ باہمی پنج
ہیں: "دیکھو زندہ رسول"

ہو گا دل کی حمد و ثنا نہایت ۵۷۲ مرد کامل
ملفوظ علیہ السلام "الغلاب" اور الامام الحدیث
میں وقت پر آیا ہے اور پاکیزہ عزائم اور اہل
مشن سے کر آیا۔ چونکہ اس کا ظہور علمدار
رصد کیا۔ کہ "تعدادات ذہنی" کے مطابق
نہ تھا۔ اس سے آیت کریمہ "انکم لکنم
جناد کم رسول جملا منھوی الانفکام
استکبرتم" اور البقرہ کے مطابق "انہوں
نے اُسے شانخت نہ کیا بلکہ منکر نہ
اندا میں دیکھ کر مخالفت پر کمر بستہ ہو گئے
دفعہ وہ کا علم اگرچہ ذہن کے منہام
علوم جدید پر ایک جتنا نہ بغیرت لیکن
والا اور زندگی کے سارے مسائل

کو خوب سمجھنے والا تھا۔ زمین اور آسمان سے
اُن کو قاعدہ میں نشانہ ظاہر ہو جاتے
تھے۔ مگر مولانا مودودی صاحب کے
اندیشہ کے عین مطابق اُس کی بدلتی کے
غلاف مولیٰ اور مولیٰ صاف ہانہ ہی سے
سب سے پہلے اس کے غلاف طور میں پر
ک اور کرتے چلے جا رہے ہیں۔

یہ مرد کاملی کون ہے؟ یہ مرد کاملی (ادام)
جسے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قدس
علیہ السلام ہیں۔ جو عین وقت پر خدائے
کی طرف سے: یسوی ہدی میوی کے
آخر اور جو ہمیں صدیقی چہرے کے شروع
میں تجویز دین اور اشاعت اسلام کے لئے
مہموت ہوئے۔ آپ نے صرف مخالفین
اسلام یعنی مسیحا آریہ اور برہمن ساج
دو فرقہ کے بارے میں سمجھوں کہ مشاعر
دور پر دعوت کی۔ بلکہ بارہا نے طریق پر
ان کے سلسلہ حقائق کو کہ بطلان ظاہر کر کے
اسلام کے فضائل و محاسن کو ان کے

سامنے ایسے رنگ میں پیش کیا کہ انہیں بنا
پر شہنشاہ دار کیا۔ ان کی محبتیں ٹوٹ
گئیں اور مذہبی میدان میں شکست کھا کر
سیا ہو گئے۔ اور سری طرف آپ نے اسلام
کو ایک زندہ اور فائز چہرے ثابت کیا۔ اور
اسلام کی خدمت و اشاعت کے سلسلے
تقریر کام شروع کئے۔ شاہنشاہ اور کتب
تفسیر فرمائیں اور ایک پاکیزہ جاہلست
کا قیام عمل میں آیا۔ جو اسلام کے عالمگیر
چند کو رے کر پھرا اسلامی جہاد سے مشرف
ہو کر کائنات عالم میں لگی جاتے۔ زندگی
بہر اس مرد کاملی نے عینت اسلام کا
مقدس کام جاری رکھا۔ اور ٹھوس
بنیادوں پر اسے قائم کر کے وہ فتح
غلبہ اسلامی جوشیل دنیا سے کامیاب
کا کارن و رخصت ہوا۔ اور اہل ایمان کے
جاہلست اس مقدس مشن کی تکمیل کے
لئے دن رات کو دعا میں ہے اور خدا
خدا سے کہہ رہے ہیں کہ ہم کی نعمت اور عطا

بے۔
انفترات حق | یعنی آپ اس مرد کامل کی
عظیم الشان کامیابی کا اعتراف اس کے
مخالفین کی زبانی ہے:

۱۔ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام
نے آریہ سماج کے بانی پنڈت دیا شنکر
مناظرہ کے دعوت دی۔ مگر وہ مقابلہ سے
زادہ کرتے۔

"آریہ سماج کے اندر وہ فی اخطا
کی وجہ سے مرزا غلام احمد قادیانی
کو موقوف کر دیا۔ اُس سے آریہ
سماج کے خلاف "سیر منہ"
اور نرس میں مضامین کا ایک لکھا
سلسلہ شروع کیا۔ اور اس
میں سوائی دیانند جی جھاوا جی کو
بھی جیلجیہ دیا۔ جو نہوٹھاری دیانند
جی جھاوا جی ان، فوڑا جی جھاوا
سادرہ کر رہے تھے۔ اسلئے
اُنہوں نے بھت در سنگھ
اور محی اندوس مسراد آبادی
سے کیا کہ وہ ان کا جیلجیہ
منظرہ کریں۔ لیکن اندوس
سے کہ اسی ایام میں بعض دہرہ
کی بنا پر سوامی جی نے اندرس
مسراد آبادی کو آریہ سماج سے
نکالی دیا۔ اسلئے سنہ ۱۹۰۶ء
مرزا غلام احمد نے اس وقت
سے پورا یہ رانا مذہب اٹھایا اور
آریہ سماج کے خلاف ایسا زہریلا
لڑ پھیر کھایا کہ جس نے مسلمانوں
کے دلوں میں آریہ دھم کے
مستن نفرت پیدا کر دی۔

۲۔ آریہ سماج اور پرچار کے سادھنا
مذاہف پنڈت زیدت

۳۔ ایک بہتر سماجی نیلہ دیورندہ راتھ
سہارے تیکھے ہی۔

"برہمن سماج کی تحریک ایک برہمن
طوائف کی طرح اُممی اور کائنات
نزدہت مندہ ان بلکہ غیر حاکم
میں ہی اسکی نشانیں قائم ہو گئیں
بھارت میں مذہب مندہ اور
سکھہ جہاں اس تحریک کے
متاثر ہوئے بلکہ مسلمانوں کے
ایک بڑے طبقے میں ہی اسی
میں شمولیت اختیار کی۔ روزانہ
جیسے مسلمان برہمن سماج میں
برہمن جی میں شامل ہوتے اس
کی دیکھتا ہے ہی معلوم ہے کہ
ہنگالی کے بڑے بڑے علم
فانڈان برہمن سماج کے ساتھ نہ
بھرت ہمت لیتے بلکہ ان کے
باقاعدہ مہر تھے۔ لیکن عین
ابھی وہ دن ہی مرزا غلام احمد
قادیانی نے جو مسلمانوں کے

ایک بڑے عالم تھے نہنوں
اور ہریانوں کے خلاف
کتابیں لکھی اور ان کو مناظرہ
کے لئے جیلجیہ کیا۔ اندوس
سے کہ برہمن سماج کے کسی
وہ وہ اپنے لئے اس جیلجیہ کی
طرف توجہ نہیں کی۔ جس کا اثر
یہ ہوا کہ وہ مسلمان جو کہ برہمن
سماج کی تعلیم متاثر تھے
نہ صرف پیچھے ہٹ گئے بلکہ
باقاعدہ برہمن سماج میں داخل
ہوئے وہاں مسلمان ہی اہمیت
آہستہ آہستہ چھوڑ گئے۔

۴۔ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام
ذہانت پر خیار دیکھ کر امر کرنے لگی

وہ شخصیت بڑا شخص جس
سوا قلم کھر تھی اور زبان جادو۔
وہ شخص جو وفا علی حقیقت کا
محسوس تھا جس کی نظر نندنہ
اور آواز حشر تھی جس کی انگلیوں
سے انقلاب کے تار اُٹھتے
ہوتے تھے اور جس کی مدھیان
بھلی کی وہ برٹریاں تھیں وہ
لفظ ہونہر ہی دنیا سے لے تھیں

بس تھک ڈالا اور مدظمان
رہا۔ جو شور قیامت ہو کر
خاندان خواب سستی کو میرا
کر تا رہا۔ دنیا سے
اُٹھ گیا۔ مرزا غلام احمد صاحب
قادیانی کی رحلت اس قابل
نہیں کہ اس سے سبق حاصل
کر لیا جائے۔ ایسے شخص جن
سے مذہبی یا عقلی دنیا میں تقویہ

پیدا ہو، ہمیشہ دنیا میں نہیں
آتے۔ یہ نازش فرزند ان
تاریخ ہمت کو منظر عالم پر آتے
ہیں۔ اور جب آتے ہیں تو دنیا
میں ایک انقلاب پیدا کر کے
دکھا جاتے ہیں۔ مرزا صاحب
کی اس رحمت نے اُن کے
مبئن دھادی اور بعض مقتدرات
سے شدید اختلاف کے باوجود
حمیت کی مفاہرت پر مسلمانوں
کو ہاں تعلیم یافتہ اور دشمن
خیال مسلمانوں کو محسوس کروایا
ہے کہ ان کا ایک بڑا طبقہ
اُن سے خود امر گلیہ ہوا۔
اُس کے ساتھ مخالفتیں اسلام
کے مقابلہ پر اسلام کی اور
برافضت کا جو ان کی ذات کے
صاف عاہستہ میں فائز ہو گیا
ان کی رخصت نہایت کردہ اسلام

هُوَ الَّذِي ارْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ

لِيُظْهِرَ عَلَىٰ الدُّنْيَا نُورَهُ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ دیان عالم پر اسلام کا تقوق

از مخدوم جناب صاحبزادہ عزیز و سیم احمد صاحب مدرسہ طریقت و تبلیغ تادیان

عزیزان مغلوب ہنایم قرآن کریم کی جویت مدح کی گئی ہے اس کے متعلق اکثر مفسرین نے یہ رائے واضح طور پر ظاہر کی ہے کہ اگر اسلام کا ظهور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سرزمین عرب میں ہو چکا ہے۔ لیکن اس آیت کے آئندہ مکتوبہ لیتھیمہ علی الدین کلہ پر عمل اس مرد کا نئے ذریعہ مقرر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اصلاحی اور آپ کے نبیوں سے سرفراز ہو کر روحانی رنگ میں دلائل و بیانات کے زور سے اسلام کو دیا لینے عالم پر غالب کرے گا۔

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور پھر خلیفائے راشدین کے زمانہ میں اسلام صرف ایک محدود دائرہ تک ہی پھیل سکا تھا اور اس کے بعد آئندہ آئندہ مسلمانوں کو ہر ملک میں پھیلنے لگے اور ایک طرف ازلیہ تک اور دوسری طرف جہنم تک اور تیسری طرف مشرق بعید کے جزائر تک پہنچ گئے لیکن یہ سب کچھ ایک مرتبہ کے ساتھ ہوا۔ اور تیرہ سو سال کے بعد عرصہ میں ہوا۔

اللہ تعالیٰ کے انبیاء جب دنیا میں کشف لیا لے ہیں۔ زادہ اللہ تعالیٰ کے پیغام الہی دنیا کو پہنچا کر ایک محدود وطن غیر پرکراتا یا جاتے ہیں۔ اور اللہ سے اب تک بھی مسرت اللہ ہے۔ ان کی زندگیوں میں ان کا مشن جلد ہی شروع ہوا اور جاتا ہے کہ ایک محدود حلقہ کو ہی متاثر کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر انبیاء کی وفات کے وقت ان کے پیروں کو مسکھی کے یہ

لفظ اور اعتراضات سننے پڑے کہ ان کا مشن کا کیا مقصد ہے اور اس سے متعلقین کی تعداد انبیاء کی زندگیوں میں اتنی تھیں ہوتی ہے کہ مکتوبہ کی تعداد اسے اتنی تھیں کہ مسرت اللہ ہی نہیں ہوتی۔ لیکن مرد زمانہ کا دائرہ وسیع ہوتا جاتا ہے اور متبعین ترقی کرتے جاتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین کی تعداد بڑھ جاتی ہے۔ چنانچہ جیسا کہ آیت سے ۱۹۰ سال کے بعد عرصہ میں ایک آئندہ نئے نئے کے ساتھ اپنے پیروں کی تعداد کو کیا ہے۔ وہ جس زمانہ میں حضرت مسیح علیہ السلام نے عرب سے نجات

پاک اور دروازہ کا سزا تیرا کیا تھا اور پھر طبعی عسر کے بعد آپ کی وفات ہوئی تھی اس وقت تک عیسائی آستے تھیلے تھے کہ ہر ملکہ مخلوب تھے لیکن آہستہ آہستہ ان کی تعداد بڑھتی گئی اور آج کہا جاتا ہے کہ ان تعداد ایک اب کے تک ہنگ ہے۔ جو دنیا کی آبادی کا نصف ہے۔

پرمالی انبیاء کی وفات ایسے حالات میں ہوتی ہے کہ شعبہ میں ہوتے ہیں۔ اور سکرین زیادہ ہوتے ہیں اور انبیاء صرف ایک محدود تعداد کو انہماک لے کر پیغام پہنچا کر اور ایک راست حکمت کی رہنمائی کر کے وفات پا جاتے ہیں جس پر متبعین کا فائدہ رہا نہ ہو جاتا ہے اور ایک قدرتی آہستگی اور تدریج کے ساتھ اس میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور سکرین یہ اعزاز ان کو ملتا ہے کہ نبی کا مشن کا سایہ نہیں چھتا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت بھی اسلام عرب کے چند قبائل اور محدود چند مہاجرات تک محدود رہا تھا۔ اور پھر خلفاء کے زمانہ میں فتوحات کا دور شروع ہوا اور اسلام یورپ کی سرحدوں کے اندر دور تک چلا گیا۔ لیکن وہ فتوحات اسلامی جہنم نے اکامروہ دنیا فرہ کے ایوانوں کو لیا اٹھا تھا کہ مغرب سے منزلا ل کر رہا تھا بھی محدود ہی رہی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے خاص شان عطا فرمائی ہے اور آپ کو دوسرے انبیاء سے بہت بڑھ کر اور ان کی نئی اپنی زندگی میں دکھادی گئی تھی۔ یعنی سرزمین عرب ترقی عیسائی سب اسلام میں داخل ہو چکی تھی۔ لیکن دنیا کی آبادی کے مقابل پر سرزمین عرب بہت محدود نظر آتے۔

اسلام کے اس محدود ابتدائی نفوذ کو دیکھتے ہوئے مفسرین نے لیتھیمہ علی الدین کلہ کی یہ تعبیر کی تھی۔ اور یہی معنی تفسیر ہے۔ جسے ماہیات نے مسیح ثابت کیا ہے کہ ادیان عالم پر اسلام کی تعلیم کا نلیہ و تقوق آئندہ زمانہ سے واقع ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ جس زمانہ میں اسلام سرزمین عرب سے طلوع ہوا تھا۔ دنیا میں یہودیت کا موجود ہی تھا

اور عیسائیت کا بھی۔ مندرجہ ذیل میں موجود تھا اور یہ عازم ہی ادر ہی بڑے بڑے معروف ادیان کے ماوروسٹمانوں کو دلوانی فتوحات حاصل ہوئی تھیں جن سے مشرق و مغرب لرز اٹھے تھے۔ لیکن ادیان عالم پر غلبہ کا چونکہ ایک وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی تعبیر نے اسے موقوف التوازی کر دیا۔ اس لئے وقت پر لیا ہوا۔

یہ اللہ تعالیٰ نے ایک عجیب حکمت ہے کہ اسلام کو اپنے محدود اول میں جو پے پے سے پیچھے سے فتوحات حاصل ہوئی تھیں۔ اور ان کو ان سب کا رنگہ دفائی تھا۔ اور اگر تلواری اٹھائی گئی تھی تو محض دشمنوں کے لئے پیغام تلوار کا مقابلہ کرنے کے لئے۔ لیکن آج تک فریضہ مسلم متبعین مسرتین اسلام کے خلاف یہ الزام بڑے جلی حرف میں غائر کرتے چلے آئے ہیں کہ اسلام تلوار کے

ذریعے پھیلا ہے۔ ہم کہیں نہ یہ کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فحش دشمنی حکمت کے ماتحت ان فتوحات کا سلسلہ بھی بند کر دیا تھا کہ ایک وقت آتے پر اسلام صرف دنیا کے زور سے اور براہین کے بل پر ادیان عالم پر غلبہ حاصل کرتے۔ اور ان مغنی مستحقین کے اس الزام کو قطعاً ثابت کر کے کہ وہ تلوار کے ذریعے پھیلا تھا۔ اور یہ کہ وہ لای و دیا ہیں کے ساتھ پھیلنے کی اس کی کوئی گنجائش نہیں پھر یہ بھی اللہ تعالیٰ کی ایک عجیب حکمت ہے کہ اسلام کے خلاف تلوار کے زور سے پھیلنے کا الزام عاید کرنے میں عیسائی مستشرقین ہی پیش پیش تھے۔ گویا جن دوسرے مذاہب والوں نے بھی لفظ تراش کیا ہے۔ لیکن عیسائیوں نے تو یہ شیوہ ہی اختیار کیا تھا۔ اور اپنی ہر تحقیقی نقیبت کی زمینت کے لئے یہ نعرہ فرمودہ کرتے تھے۔ کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔

اس لئے علاوہ اسلام کے دیاں نام پر روحانی غلبہ کو قدرت نے اس لئے ہی مقرر کیا تھا۔ اور ان کے تیرہویں صدی ہجری تک ادیان کی تعداد میں محدود تھی۔ لیکن تیرہویں صدی ہجری کے بعد ہی عدوی کا استدارا تو نہ ایک ہی پیدائش کے

لئے ایک ذریعہ بنا دیا تھا۔ اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ دنیا کے ہر مذہب کا ایک رنگ تھی ہے۔ بڑے بڑے اور صرف مذاہب تو موجود ہی تھے۔ انہی میں سے بہت سے نئے مذاہب نے جنم لیا۔ کہیں توحید سے نئے نئے گروہیں تھیں۔ تو کہیں یہو سمان نے کہیں جہانیت اجوری تھی تو کہیں آری سماج نے جنم لیا تھا۔

ادھر عیسوی نہیں کہ ان تمام مذاہب نے اپنی اپنی مغنی پر آشکارا کر دیا۔ ہر مذہب کو اپنی نکتہ خیال و فکر کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی ترقی کے سامان کے لئے جو بھی مذہب اٹھا اس نے اپنا تکرار سنبھال کر اسلام ہی کو ہٹ دھرم کیا۔ اور انہی میں سے ہے کہ اسلام نام سے محض ایک نئے سماج بدلتا بنا کر دنیا کے تمام مذاہب دنیا داری کر رہے ہیں۔ اور ان تمام مذاہب نے ایک ہی نکتہ نام پر جمع ہو کر ایک وقت اسلام پر یوں کی دھماکا شروع کر دی۔ اور عیسوی سے بڑا اٹھا رہا تو چند مدت میں بنا ہو گیا۔ مذاہب عالم کی ایک منڈی تھی۔ اور وہ اسلام کے خلاف زہر پکائی میں صرف نہیں۔ یہ زمانہ اسلام کے لئے سخت کس

پیرسی کا تھا۔ لیکن اس ظلم بند مسلمان کا ظلم دنیا کی کیا نہ میرا کرے۔ اگر کوئی دن میں درد اٹھاتا تھا وہ اپنے آئینوں کو مسترد کی شکل دے کر دوسروں کو بھی دے کر دعوت دینا تھا۔ یا پھر اسلام کی مرثیہ بکھاری کا تھا۔ دفاع تو بہت دھوکہ بات ہے کسی میں یہ سکت تھی تو نہ تھی کہ اسلام کے سینے میں لگے ہوئے تیروں کوئی ٹھیک کر باہر نکال دے اور بندہ مستحق ہیں چنانچہ آخر یہی کیا تھا۔

تسلط تھا۔ چونکہ زمانہ میں اسلام سے شکست پر شکست کھا چکا تھا۔ اس لئے وہ عرش تھا۔ کہ اسلام کا سینہ چھلنی چوڑا ہے۔ بلکہ وہ خود سب سے بڑا احمد اور تھا۔ اور چاہتے سے ڈوبنے شروع ہو کر کھل گیا۔ اور دنیا پر سیاہی تسلط دے اسے اور بھی نڈر بنا دیا تھا۔ اور وہ بڑی جیساکی کے ساتھ اسلام کے خلاف دعوا آرا تھا۔

ظلم عرب جو اسلام کا مضر تقاضا ہے بھی انگریز کے تسلط سے سماج و معاشرہ دنیا کو خنجر زدہ تھا کہ وہ جیسے اس کے کہ اسلام کے لئے سینہ سپر ہوتا تھا ایک غیر عیسوی تدریج کے ساتھ اور کافر و کھلیت سے محبت، رنگ اختیار کرتا تھا جابجا تھا اسلامی احکام و حدود کی کیفیت ایک مٹو کر سے زیادہ کچھ نہ ہو گئی تھی۔ اور اسلامی مکتب کے زمانہ دیاں کے لئے تو یہی سبب تھی کہ وہ لای الی کھلا کر خواہی نہ خواہی نہ مست رہی۔ اور یہی وہ زمانہ تھا جس کے متعلق فرما دے کہ یہ اعلام اپنی خبر دی تھی۔ لا

بتی من الاملاہ الامامہ دلا بیتی
من القرآن الامامہ۔ اسلام صرف
ناموں سے ظاہر ہونے کے لئے رہ گیا تھا
اور قرآن صرف مطبوعہ الفاظ کا نام سمجھا جانے
لگا تھا۔ اور اسلام کی اس انگلیب س پر ہی کی
تفسیر تھی سلسلہ حالی!

نیکو کیا اسلام کے لئے صرف ذکر اور
سرفیہ ہی مقدّم تھا۔ نہیں۔ جو عالم تھا کہ اسلام
کے اس مجسمہ میں سے ہرگز ہٹنے سے پہلے تھا۔
اور بے جان سمجھا جانے لگا تھا۔ ایک روح
انہری۔ اس نے چاروں سمت نگاہ دوڑائی
مملہ آدوں کا جائزہ لیا۔ تیرہی کا رخ دکھایا۔
اور ہاتھ بلند دعوت مبارک سے ہی سے
اک بڑی سخت سے دین کو فروغ دینا تھا کہ ہر
اہل نفس سمجھ کر آئے۔ لکھ کر گناہ سب سے
اس نے مٹا دی اور ہمیں کتلوا دیں کالی کہ جب
اسلام کی طرف سے زانی حملہ کیا تو حملہ
آدوں کے چنگے چھوٹ گئے۔ اور وہ پشت
دکھا کر مٹھتا مٹھتا کرنے لگے۔ اور ہر جہت
وہ چھوٹے پڑے چوراس روحانی منتہی پار
نہار کر کے میدان کارزار میں اترا۔ اور
اہل عالم کے مشاہیر کو مقابلہ کی دعوت
دی لڑا نہ بھاگے ہوئے حریفوں نے
تھوڑی ہی بہت عزت کھا کر کھینچے مڑ کر دکھیا۔
شکر کن نہیں جانتا کہ الیکٹریک ڈوٹی کا کیا حشر
بڑا۔ لیکھرام کیا انجام ہوا۔ اور آئندہ کو
کرنے دن دیکھنے لگے غیب ہوتے۔

اگر تھے کے کو مجیب حکمت سے کاس
نے قادیان میں کور وہ اور الگ قافلہ
سی لہتی ہیں سے دیوی لٹالے ایک بے
روسا ان شخص حضرت مرزا غلام احمد
صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف
کے لئے جانا۔ اور آپ نے اس روہانی
دفاع کے لئے دلائل دیا ہیں ایک ایک
انہر دکھا دیا۔ ایسے دلائل جنہوں نے
تائید کے نطق پر تانے لگا دیئے۔
اور وہ علم کلام چھوڑا۔ جس نے پڑے
پڑے چوب زبانوں کو تنگ کر دیا

ادیان عالم پر اسلام کے روحانی غلبہ
کا نظارہ ایک تڑوہ تھا جب خدا میں عالم
کا لڑکھو مستفادہ لاہور میں آپ کا مضمون
"اسلامی اصول کی نقلی پڑھ کر سنایا
گیڈ جس نے سامعین کے قلوب کو مست
کر دیا اور ہر حاضر و غائب ساج پکارا تھا
کہ یہ مضمون سب سے بالا ہے۔ یا دوسرے الفاظ
میں چون کہ لیکے کہ تائید سے اور مضمون
نے اقرار کر دیا کہ اسلام پر چھوڑا کے زور
سے پہلے کا جہاز امام ضادہ غلط ہے۔ اور
اسلام اپنے ممالک کے رو سے پیکت
رکھتا ہے کہ اپنے وطن کا لہو کے کا اعلان
کر سکے۔ اور وہ منافق ہے۔ اور شاہد ہی وہ
تھی کہ اسلام کے حدود لہلی میں جو چھے
درجے نذر عات ہوئی تھیں وہ کتب میں
تھیں۔ اس لئے کہ اسلام کے تکرار چھے

کی نزلیات چکے مائے خود دیوی غلبہ
ماصل کر لیں۔ اور ان کے غلبہ تسلط کے
درمیان ایک شخص اسلام کا مجسمہ کے
کوڑا چھ اور مٹا لے کے ساتھ اسی کی ذمیت
کو ناست کر دے

اور آج جب کہ زندان احمدیت خدا
کے فضل سے دنیا کے کونے کونے میں
پہنچ چکے ہیں۔ اور ہر ملک میں اسلام کا
مجسمہ ایہ چھوٹی سی جماعت تھا سے آئے
ہیں آگے رہتی جلی جا رہی ہے۔ دنیا خوب
کے ساتھ یہ اقرار کرنے کے لئے زبان
ہار رہی ہے۔ کہ اسلام واقعی ایک قابل
تبرہ صداقت ہے۔ اور عیسائی مشرک ہیں
ہو رہے ہیں کہ تھے کہ مسلمانوں نے جو تلواری
کے زور سے مسجد ظلمہ شعلی تھی آئے یہ
سوچنے پر مجبور ہو رہے ہیں کہ کہیں ان کی تفتیق
نیچلی ہی نہ جو۔ اور دوسرے رہے ہیں کہ
سمجھ لڑیہ کو ظالم نے تلوار سے موسوم
کر دیا تھا۔ اب لٹل۔ برہن اور ارفیق کی
سمجھوں کے شعلہ کیا کیا جاتے جو جماعت
احمدیہ کے لئے جاہدوں نے اکیلے اکیلے
آکر اور بھوکے پیاسے رہ کر بنا دی ہیں۔
اور جس کے بلند بالا منیادوں پر سے اللہ
اکبر کہ خدا میں پا کون وقت بلند ہو کر عیسائی
دنیا سے گویا بدرفتاری کرتی ہیں کہ ہمارا مویا
پتلا خدا کرتے کے گھٹوں کا آواز من سے
کب پیدا ہو گا۔

اور جسے یقین نہ آئے وہ ارفیق ہیں
جا کر ایسی آنکھوں سے دیکھ لے کہ ہاں کے
عیسائی مشرک انگلیٹ کو ایسی کے چھٹ
غیر رہے ہیں یا نہیں اور وہاں ڈیڑھ سو
کے زور سے ساجد تھیرے ہو کر جا گھون کا منہ
چڑھا رہی ہیں یا نہیں۔

اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام
کے خدام نے اپنے عروج امام حضرت
مرزا بشیر الدین گھوڑا صاحب کی قیادت
میں دنیا کے ہر ملک میں اسلام کے مجسموں
گوارا دیئے ہیں۔ اور چھلے تک نہیں دنیا کے
مقابلوں میں اسلامی تعلیم اور اس کے نلائی
کا تعلق ہے۔ خدا کے فضل سے آج احمدی
سینہ کا نام سن کر ہی بڑے بڑے شعلہ بیان
تاب مقابلہ کھڑے ہیں۔

انوں سے کہ یہ فخر مضمون ان وجوہات
کا تعلق نہیں ہو سکتا ہیں جو ترمیم بہت
کے مشابہت سے تسلیم کیا ہے کہ احمدیت
نے جنم لے کر اسلام کے اندر نہ لگا کی
مدح سے عرس سے لیکو تکہ دی ہے
اور وہ وقت تا ہے جب اسلام ہی تک
ایسا مذہب نہ ہو گا جو حضرت کے ساتھ یاد
کیا جائے گا۔ نادان ہے وہ شخص جو احمدیت
کی طرف مڑا لڑا لگا کی ہیں یہ ازانہ کے لئے چھوڑ
جاتا ہے کہ جماعت کو ایہ بیت تقدس سے مگر
وہ نہیں دیکھتا کہ اس جماعت نے ممالک سے حیلان
میں گناہ کام کیا ہے۔

جاء المسیح جاء المسیح ربقیہ صفحہ ۱۲

پہنچ ہی اور خدا ہی ایک خدا ہے
جو کہ لا اظ الا اللہ محمد رسول اللہ
میں پیش کیا گیا ہے اور زندہ رسول
ہی ایک رسول ہے۔ جس کے
تدم پر سٹے صبر سے
دنیا زندہ ہو رہی ہے۔ لٹانات
ظاہر ہو رہے ہیں۔ برکات ملنے
میں آ رہے ہیں۔ غیب کے چھپنے
کھل رہے ہیں۔!!

پہنچ مارا کہ وہ جو اپنے تیرا ہی
سے نکال سے انہنہار ۲۵ ہوتی ہستہ
آپ کی سچائی کو تدم قسمی اور پاک
صورت سے نہیں باب ہو کر زندہ ہزار
انفرادے مثالی اللہ پاک زندگی پائی اور آپ
کی شنب روزہ تعلیم درستی کے تیرا ہی ایک
ایسی فعال جماعت تیار ہوئی جس کے اندر زندہ
اور نازہ ایمان کی روح بھونکی گئی ہے ان
میں اب جوش عمل پیدا ہوا کہ دیکھنے ہی دیکھتے
وہ ان کتاب عالم میں پھیل گئے آج احمدیہ
جماعت کی بقدریہ ترقی اور اس کی تفسیل کی
قوت اور نصابیت ایہوں اور تیروں سے
خارج تسمین حاصل کر چکے ہیں۔ ۵۰ کے
نہری کارنامے ایک کھلی کتاب کی طرح ہیں

ایسے دقت میں جبکہ آپ کی مجلس
تین چار افراد کے زیادہ سمیٹے۔ اے نہتے
الذات کے آپ کو فیردی کہ آپ کی تبلیغ
زہن کے کناروں تک پہنچ بنائے گی۔ آپ
ساری دنیا میں شہرت پائیں گے اور ایک
جہاں آپ کی طرف رجوع کر کے آج
اس الہام کی صداقت روز روشن کی طرح واضح
جو رہی ہے۔ لاکھوں سمجھ رہے ہوں گے
آپ کا آواز ہر ایک کے ہونے آئے
پاکیزہ مالوں کو آپ کے ترموں میں لانا کہ
اور آپ نے ہی اللہ تھانے کے حکم اور
اشارہ سے ان کے سوال کو تبلیغ و اذیت
اسلام کے ایسے رسنوں جو لگا جا جس کے
خوش کی نتائج اس وقت دنیا کے سامنے
ہیں۔ آپ ہی کی مقدس جماعت آج منہ دیات
کے باوجود ہر دیکر کے مٹھنا ملک اور
تاریک با علم ارفیق کے باشندوں کو
اسلام کے نور سے مستور کرنے کے لئے
ہمارے ہیں اور ان کی اچھی زبانوں میں کلام
اللہ کے نسا جو مشائخ کے اس آسمانی پیام
کو پیش کرنے کی صلاح حاصل کر رہے ہیں۔
جس کے ساتھ آئندہ زمانہ کی غیر مصلح
حادثہ ہے۔

عجم اسلامی تعلیم کے پختہ ہونے آج
نے ناگہرے مٹے کہ وہ زمین کی اور روٹے
زہن کے جو پیشیا این مذاہب کی عزت و
احترام کو قائم کرنے کے لئے ہمیں ایسا
بے مٹاں نہتہ پیش کیا کہ ایک کو دیکھنا جب

کے پیشیاں کو قرآنی تعلیم کے مطابق مقدس
اور قابل عدا احترام و عظمت و جو قرار دیا
اور پھر اسی ہی پر جمہ مخالفین اسلام کو ہی
عمل پیرا ہوئے کی حکومت ہی۔ اگر یہ آپ
کی بعثت کے زمانہ میں مذہبی مناظرات اور
مناظرات کا بازار گرم تھا۔ لیکن اس قابل
نذر اہول کو پیش کر کے آپ نے ان مذہبی
مباحثات کی صورت حالی ہی بدل دی کہ کائنات
اور سرے مذہب جو بے باقتفا کرنے کے
ضوری ہے کسہر حلق اپنے مذہب کی خوبیاں
بیان کرے اور دوسرے رو کوئی ایسا ارفیق
نہ کرے جو خود اس کے اپنے مستحق یا
مذہبی کتاب پر وارد ہو سکتا ہو۔ اس
طریق اور اہول کو اپنانے سے ہر ضعف
مزاح محقق نہ زندہ مذہب کی خوبیاں
اور محاسن خود بخود عیاں ہو جائے ہیں اور
ظاہر ہوتا ہے کہ کونسا مذہب ہی الراجح
ذاتی اوصاف اور محاسن کا دارخوذا نہ اپنے
اندر رکھتا ہے۔ اور نوع انسان کو اس
حقیقی روحانیت سے حد بختا ہے جس
کی مرزا نامہ میں انسان کو بڑی ہی ضرورت رہی
ہے۔ اور جس کی تفسیل کے بغیر اس دنیا میں
آئے کا مقصد پورا نہیں ہو سکتا۔

آپ نے اس بات کو بڑی سختی سے ہا
بار چلی کیا کہ اسلام ہی زندہ مذہب ہے۔
اور قرآن مجید ہی وہ آسمانی زندہ کتاب ہے
جو زندہ خاک و تار پھانی گئی ہے۔ اور حضرت
محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ رسول ہیں جن
کے نیتقان کا سلسلہ اب جاری ہے
اور آپ ہی کی برکت سے آپ کے وہ
مقام حاصل کیا جس پر آپ نے مجرم
اپنی مذہب کو چیلے دیا۔ نگر وہاں دستانات
کے دکھانے میں کسی کو قابل برائے کی امت
نہ چوٹی۔ اسی طرح یہ بات ثابت ہو گا کہ
آپ میں سچائی کی روح بولی رہی تھی۔ اور
اللہ تھانے کو نور اس زمانہ میں اس کے
برگزیدہ بندے حضرت مرزا اسلام احمدیہ
تادیانی پر ناز نخواستہ جس کی طرف دعوت
دیئے ہوئے آپ نے پریم اور محبت
سے ساری دنیا کو مخاطب کر کے دیا ہے

آد کو کو کہ میں کو زندہ پانگے
ہو نہیں ہو سکتا کہ جانیام نے
تج ان لڑوں کا کہ وہ اس لڑی
دل کو ان لہدی ہر رنگ دہلیام سے
و رجو است دعا میرہ کو ای مہار کسہر مسل
حالی سے پیرا ہی ہی اندان کے شوہر کی پیشیا
میں مبتلا ہیں۔ اور بیان کتاب ایسے دکان
سلسلہ سے خاص نوادہ و نلائی دہلیام سے
بیکر سید خندہ نشانہ دین صاحب کسہر زیاد

موجودہ زمانہ میں اسلام کو قوت کار فرما بنانے کیلئے آسمانی سامان احمدیت نے عالم اسلام کو کیا عطا کیا؟

اخبار المنبر لائیبپور کے اعتراضات پر ایک نظر

ذبح مہدی محمد ابراہیم صاحب ناضل - قادیان

جب سے عالم اسلام کو اپنے متعلق اسی کڑی ہوئے دیکھے اور مزہ کی چھوڑ کر دینے والی ہادی ترقیات کو چھوڑ کر اسے اپنی بیانی عظمت اور متن و دھرت کی بلا ستانی سے علی سے ادراس کے عقاب میں اسے اپنا مستقبل تادیک نکرانے لگا ہے۔ اس وقت سے مختلف اسلامی ممالک میں اسلام کو برسوں کا لڑنے کے لئے مختلف مجالس، علماء اور لیڈران قوم کی طرف سے مختلف رنگوں میں تجاویز منسحب ہے اور ہر گرام عالم اسلام کے سامنے پیش کیے جا رہے ہیں۔ اور مختلف عقائدوں کے تحت اس امر کو زیر بحث لایا جا رہا ہے۔ کبھی تو کونستہ ایلیہ کے ذریعہ ان اس کے مستقل اظہار فیصل کیا جا رہا ہے کبھی فقہ اسلام کے عقائد پر تکیہ سوری ہیں۔ کبھی اسلام کی کثافتہ فانیہ اور اصلاح امت کو نام سے کر سلیمان کو اچھا راجا دیا ہے کبھی اتحاد عالم اسلام اور تجدید دین و احیاء سنت وغیرہ مقاصد کے پیش نظر پراپیگنڈا کا شور مچائی دے رہا ہے۔ کثرت مشنوں میں بین پاکستانی الجہاد و مصلحت میں اسلام کو قوت کار فرما بنانے کے لئے کئی مساعفوں ذمہ داری کی ضرورت ہے۔ کثرت مضمنا میں کا ایک سلسلہ جاری کیا گیا ہے۔

وہ متعلق باللہ سے کرے اور غاری تھے۔ وہ خدا تعالیٰ کی موت تاہم اور اسکی ذات کے متعلق حق الیقین سے کوسوں دور تھے۔ پھر ان میں غم مقبول نہ اور ابشار اور تباہی کی روح کس طرح اور کہاں سے پیدا ہو سکتی۔ وہ تو اقوام عالم کو باوجود جہاد پر دیکھ کر اور یہی مشہور اور معروف ہو چکے تھے اور کس مہر سی۔ مایوسی اور بے بسی کے عالم میں وہ کبھی تو مسیح کی انتظار میں آسمان کی طرف نظریں اٹھاتے۔ اور کبھی وہ اس کا عبادت میں ہی متلاش کرتے اور انام جہدی کے خروج کو بے تابا رہتلا مشر کرتے۔ حتیٰ کہ محضاً نبی کی بیان کردہ عملی نظامات ان کی آنکھوں کے سامنے پوری ہو کر اسی صورت میں اضنا دکا موجب تکبیر کی ضرورت زمانہ کے مطابق مین دست پر خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کام کے لئے آواز بلند ہوئی اور ایک مرد عوامی القدر کی طرف سے وقت کا کھیل بھرا۔ اس نے اس کام کو سر انجام دینے کے لئے خدا تعالیٰ کی کشتی اور اس کے حکم سے ایک ہر گرام پیش کیا اور اس میں مشرکت کی تمام عالم اسلام کو دعوت دی۔ مگر مسلمانوں نے نہ صرف یہ کہ اسکی طرف سے نہ پھیر لیا۔ بلکہ اسکی آواز کو ہائے اہمیت کے لئے فہم کر دینے کے لئے ہر مائز و نا جہاز رسید اختیار کیا۔ مگر وہ آواز بڑا ہی جلیلی اور عہد سے بلند نہ ہوئی تھی۔ تاہم وہ اکتاہ عالم میں گونجنے لگی۔

احمدیت کی اس نمایاں کامیابی کو دیکھ کر مسلم اسلام میں بھی بھرے دلاہ پیدا ہوا۔ چنانکہ وقت و فضا ان کی طرف سے مختلف تجاویز اور مصلحتی کو عمل میں لانے کے لئے پھر سے آواز اٹھتی شروع ہوئی۔ مگر باوجود آسمانی آواز کی کامیابی سے آثار دیکھنے کے وہ اسکی طرف متوجہ نہ ہوئے۔ حالانکہ اس میں انکی دوبارہ زندگی کا بار مہر ہے۔ اور اسی کے ذریعہ سے انہیں وہ مقصد حاصل ہو سکتا ہے جس کے لئے انکی بد میں تڑپ رہی ہیں۔ مگر اس

کے حصول سے بے بسی میں نزول مسیح کی انتظار بات یہ ہے کہ ہمارے دیکھ مسلمان بھائی یہ مہذبہ رکھتے ہیں کہ جو نونو قرآن کریم کا کلی دیکھ کر بے ادب اس کا زمانہ تا قیامت مہذب ہے اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ جو اس کے سنیے یہ ہیں کہ حفاظت اسلام بالقدوس تکمیل اشاعت اسلام کا کام کابیت ختم ہو چکا ہے۔ ہاں ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر بحکم غفوی زندہ نئے بلکہ اسی دوبارہ آمد کے قائل ہیں۔ گویا دوسرے نظریوں میں انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ضرورت نبوت سے انکار نہیں۔ مگر ان کی انتظار کا سلسلہ طویل ہو گیا ہے۔ کس تعلق فہم ہونے میں نہیں آتا۔

امت محمدیہ میں تفرقہ

دوسری طرف انہیں اس امر سے بھی انکار نہیں کہ ان کے متعلق خدا تعالیٰ کے رسول کا یہ ارشاد بھی موجود ہے لیساً یبق علی امتی یا نبی علیہ وآلہ وسلم انہیں لایا ہے۔ یعنی انہیں اسکی طرف سے تفرقہ علی تثنیہ و سبعیہ حلقہ وقت تفرقہ اصحی علی ثنوت و سبعیہ حلقہ کلہم فی النار الاصلۃ واحدۃ قابلہ صحتھی یا رسول اللہ چ قال صا صا علیہ

وہا صلائی رضوی

کہ میری امت پر بھی وہی حالات آئیں گے جو یہود پر آچکے ہیں۔ اور وہ کلیتہاً ان کے ساتھ ہو جائیں گے۔ یہی اسرائیل بہتر فرقیوں میں بٹ گئے تھے مگر میری امت بہتر فرقیوں میں منقسم ہو جائے گی۔ وہ زلے سب کے سب جہنم میں گئے سوائے ایک کے کہ وہ جہنم ہوگا۔ انہیں نے اس کے متعلق دریافت کیا کہ یا رسول اللہ وہ کونسا گروہ ہوگا آپ نے جواب میں فرمایا وہ گروہ ہوگا جو اس ذمہ داری کو ادا کر رہا ہوگا جسے میں ادا

میرے اصحاب ادا کر رہے ہیں۔ یعنی وہ فریضہ تبلیغ کی ادا کجی میں مصمم ہوگا۔ چنانچہ رسالہ المنبر لائیبپور کا ایک مضمون انکا رسالوں اور ان کے نظار کی مانت زار کا ذکر حدیث کے حوالے سے ساتھ میں نقل کر رہے۔

حدیث تریف میں حضرت اذرتے فرمایا ہے یوشک ان یافق علی الناس زمان لا یتقی من الاصلاح الا صہ ولا یتقی من القرآن الا صہ مساجدہم عامرۃ وہی خراب من الہدی علماء ہم نشر من تحت ادم السماء من عندہم تمخرج الفتنۃ و فیہم نودوا و خوفوا ثم اہلہم حضرت علی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:- میری امت پر ایک زمانہ آئے گا کہ سب اسلام کا نام رہ جائیگا اور قرآن کی فقہا رسم مسلمان کی مسجدیں رہیں ہر جہاں انافوس غایجون۔ باقی۔ رضی وغیرہ سے قوم آباد ہوگی لیکن ہر جہاں رضی قرآن و حدیث کی تبلیغ اور سفینہ عبادت سے دیران ہوں گی۔ ان کے پاس سے اشراک ادا اور فرقت بند ہوں گا فقہ جیلے گا۔ اور ان میں لوٹے گا۔

عالم اسلام کے عوام اور خواص عالم اور غیر عالم سبھی کو اس امر کا کھلم کھلا اختیار ہے کہ وہ اپنی مسلمانوں کی حالت کا آج ہی نقشہ نظر کر رہا ہے۔ جو مذکورہ حدیث میں سرور و عالم نے بیان فرمایا ہے۔ عوام علماء کو اور علماء کو تمام کو گراؤ بگر اس پر یہ نقدیں تینا کیے ہیں۔ علمائے جہاں اپنے افعال کو دیکھ کر اسے اپنا پارٹ اور کیا ہے۔ یہاں انہوں نے مسلمانوں کی کثرت کی آنکھ پر سزا دی ہے کہ ان پر کثرت کے نگر سبکہ آ رہے اسلام سے خدا پر تراء دے کر بتا دیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد دہرا ہو چکا ہے۔ آنحضرت معلم نے مستفوت قاضی امتی نوکر بیٹا دیا تھا کہ وہ سارے زلے ہوں گے تو میری امت میں داخل اور ظاہری دارہ اسلام کے اندر۔ مگر کلیتہاً فی الناس الاواحد کا فرما کر بتا تھا کہ سوائے ایک کے باقی سب متفقہ دارہ اسلام سے خارج ہوں گے۔

مصلح کی ضرورت

اس سوال پر۔ کہ جب سبھی کو اس امر کا اقتدار ہو رہے ہے تو سب سے کہ امت اس حالت کو چھین لے۔ اور اس سبھی اس مرض کا شکار نہ کرنا کہ ہر پیک

زمانہ کے پچھلے مسلمانوں کو یہ مجروحہ دیا کہ اپنے اس بندہ کو اپنے اہل ام اور کلام اور مذہبی بیگناہت غصہ سے مشرف نہ کرے کہ وہ اپنی راہ کے بار یک علوم سے بہرہ کامل بخش کر مخالفین کے مقابل پر بھیجا اور بہت سے آسمانی تحائف اور عطیہ و مہاشا ستادہ زمانی معارف و مفاہن ساتھ دیتے تھے اس آسمانی ہتھیار کے ذمے سے وہ مرم کا بہت کڑا دیا جاتے جو کفر و تکلف و غیبار کیا ہے۔

سورسے مسلمانوں اس عاجز کا لہو رسا دانت تاجیوں کے اُٹھانے کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک مجروحہ ہے کیا فرزند نہیں تھا کہ کمرے مقابل پر مجروحہ بھی دیا یہ آتا تھا کیا مہاشا و نظریوں میں یہ بات عجیب اور بظنی ہے کہ خدا تعالیٰ نہایت دلچسپ کے نکروں کے مقابل پر جو کفر کی حقیقت تک پہنچ گئے ہیں ایک ایسی عسائی جیگا رہ دکھا دے جو معجزہ کا اثر رشتی جو۔

اسے دانستہ وہ ہم اس سے تعجب مست کہ وہ خدا تعالیٰ نے اس ضرورت کے وقت میں اور اس گہری تاریکی کے دلوں میں ایک آسمانی روشنی نازل کی اور ایک بندہ کو مصلحت عام کے لئے خاص کر کے بفرض اظہار سے کلمہ اسلام اور شاعت ذمہ حضرت خیر الانام اور تائید مسلمانوں کے لئے اور نہایت اندرونی حالت کے مصافحہ کرنے کے ارادہ سے دنیا میں بھیجا تعجب اس بات میں جو تاکہ وہ دنیا جو مانی وہن اسلام سے جس نے مددہ کیا تھا کہ ہمیں تعلیم ترقی کا چھٹیاں برسوں کا اور اسے سرد اور بے روزگار اور بے روزگاری سے زور ہونے نہیں دوں گا کہ اس تاریکی کو دیکھ کر اور ان اندرونی اور بیرونی فسادوں پر نظر ڈال کر جب رہتا اور اپنے اس مددہ کو یاد نہ کرنا چاہتا ہے ایک کلام میں کہ کدو پر مین کر چکا تھا۔

پیشگوئی غلط جاتی جس میں زبانی گیا تھا کہ ہر ایک مددی کے سر پر خدا تعالیٰ کا ایک ایسے بندہ کو پیدا کرنا ہے گا کہ جو اس کے دین کی تعمیر کرے گا سو یہ عجب کا مقام نہیں بلکہ ہزار ہزار شکر کا مقام ہے خدا تعالیٰ اور انہیں کے براہ کالے کا وقت ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اپنے وعدہ کو پورا کیا اور ایسے رسول کی پیشگوئی میں ایک منہ کے بھی سبق پڑے نہیں دیا اور نہ صرف اس پیشگوئی کو پوری کر کے دکھایا بلکہ آئندہ کے لئے بھی ہزار ہزار شکر گزار اور خوارق کا دروازہ کھول دیا اور اگر تم ایمان اور ہونو شکر کر دو اور شکر کے عبادت بجا آؤ گے وہ زمانہ جس کا انتظار کرتے کرتے تمہارے بزرگ آباد گزر گئے اور جتنا رہیں اس کے کے مشورہ میں ہی ستر کر گئیں۔ وہ وقت تم نے پایا اب اس کی قدر کرنا یا نہ کرنا اور اس سے تاملہ اٹھانا یا نہ اٹھانا تمہارے ہاتھ میں ہے

میں ال کو پادشاہ باریاں کر دیں گا اور اس کے انجیل سے جس رنگ نہیں سکتا۔ میں دہی ہوئی جو وقت پر اصلاح خلیق کے لئے بھی بھیجا تا دین کو تازہ و طبر و دلوں میں تازہ کر دیا جائے۔ میں اس طرح بھی گیا ہوں جس طرح سے وہ شکر بعد حکیم اللہ مر خدا کے بھی گیا تھا جس کی روح بہر دین کے عہد حکومت میں بہت تکلیفوں کے بعد آسمان کی طرف اٹھائی گئی۔ سو جب دوسرا حکیم اللہ جو حقیقت میں سب سے پہلا اور سب سے اول نبیاء و رسل زبونیوں کی سرکوبی کے لئے آیا جس کے من میں ہے انا ارسلنا الیک رسولاً شاہداً علیک کما ارسلنا الی فیضیون رسولاً۔ تو اس کو بھی جو اپنی کارردائیوں میں حکیم اول کا نہیں تھی نہ میں اس سے بزرگ تر تھا۔ ایک قبیل الیسی کا وعدہ دیا گیا۔ اور وہ قبیل مسیح قریب اور طرح اور نہایت مسیح اس مہم کی پاکر اس زمانہ کی مانند اور اسی عدت کے قریب قریب جو حکیم اول کے

زمانہ سے مسیح ابن مریم کے لئے تک تھی یعنی جو وہی ہندی ہیں آسمان سے اُترنا اور وہ اتنا روحانی فوہر تھا جس کا کھل لوگوں کا معدود کے بعد خلق اللہ کی اصلاح کے لئے فرما دی جوتی ہے اور سب باتوں میں اسی زمانہ کے ہم شکل زمانہ میں آج مسیح ابن مریم کے آگے کا زمانہ تھا تا جتنے دنوں کے لئے نشانی ہو۔

بس ہر ایک کو پانچے کہ اس سے انکار کرتے ہیں جلدی نہ کرے تا خدا تعالیٰ سے لڑنے والا نہ ظہرے دنیا کے لوگ جو تاریخ خیرین اور پورے لہو رسا پر بھی جوتے ہیں۔ وہ اس کو قبول نہیں کریں گے۔ مگر حضرت وہ زمانہ اپنے ال سے جان لیلی ان پر نکال کر دے گا۔ دنیا میں ایک تدریج آجیا رہا ہے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا سے قبول کرے گا۔ اور پڑے نہ آدہ و دلوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ یہ انسان کی بات نہیں خدا تعالیٰ کا اہتمام اور بے جلیل کا کلام ہے۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ان حملوں کے دن نزدیک ہی ہو گئے ہیں یعنی وہ ہتر سے نہیں ہوں گے اور تو اور اور بندہ تو کی حاجت نہیں پڑے گی کہ بندہ

روحانی اسلحہ

کے کھینچنے اور تقاضے کی مدد سے گی۔ اور بھوہوں سے سخت لڑائی ہوگی۔ وہ لوگ ہیں اس زمانہ کے ظہر پر پست رنگ جنہوں نے باطنی بیڑوں کے قدم پر قدم رکھا ہے ان سب کو آسمانی سیف اللہ وہ کھڑے کرے گا۔ اور یہودیت کی فصلت مٹادی جائیگی۔ اور ہر ایک حق پرش و دہال دنیا پرست۔ یک چشم جو جن کی آنکھ نہیں کھلتا حق قاطع کی تلوار سے قتل کیا جائے گا۔ اور سچائی کی تلوار کی اور اسلام کے لئے پھیراں نازکی اور روشنی کا دل آئے گا جو پہلے وقت میں آجکا ہے لہر وہ آفتاب اپنے پوتے

کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے پڑھ چکا ہے لیکن ابھی ایسا نہیں۔ فرود کے آسمان اسے جڑھنے سے لہو کے دھجے مہیک کہ محنت اور جانفشانی سے ہمارے جگ خون نہ جو جانیں اور ہر سادہ سے آدموں کو اس کے ظہور کے لئے دکھادیں اور اعزاز اسلام کے لئے ساری ذلتیں قبول نہ کریں۔ اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ساری ذلتیں قبول نہ کریں۔ ایک فریب مانگتا ہے وہ کیا ہے؟ ہمارا اس ماہ میں مرنا بھی موت ہے۔ جس پر اسلام کی زندگی مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تعالیٰ ہوتوت ہے اور یہی وہ چیز ہے جس کا دوسرے لفظوں میں اسلام نام ہے۔ اسی اسلام کا زندہ کرنا تھا تو اسے آپ چاہتے اور فرود تھا کہ وہ اس ہم خطہ کے دوبارہ کرنے کے لئے ایک تعلیم یافتگان کو پھیلانے جو ہر ایک سے سوز ہوا جی طقت سے قائم کلمہ کا سوا اس حکیم و قدرے اس عاجز کو اصلاح مطلق کے لئے جھکولیا ہی جیگا اور دنیا کو حق اور باطنی طرف کھینچنے کے لئے کئی مشاؤون پر امر تالیف میں اور شاعت اسلام کو مستم کر دیا

پڑھو گرام

اس کے سلسلے ہی ان مشاؤون کے حقوق آپ نے یہ اعلان فرمایا جو گویا اسلام کو قوت کا ذریعہ ایک پڑھو گرام ہے۔ را "مہمان شاخو" کے ایک شاخ تالیف و تصنیف کا سلسلہ ہے جس کا اہتمام اہم عاجز کے پڑھو گیا ہے اور وہ معارف و فطرت کی سلسلہ ہے جسے جو انسان کی طاقت سے نہیں بلکہ حضرت خدا تعالیٰ کی طاقت سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ اور اس کا مطلب ہے کہ ہمیں بلکہ روح القدس کی تعلیم سے مشکلات حل کر دینے کے ہیں۔ اس دوسری شاخ اس کارخانہ کی اختیار و امتداد جاری کرے گا سلسلہ ہے جو حکم الہی تقاسم حجت کا عرف ہے جاری ہے اور ایک جس ہر اسے کہ زیادہ استہانت و رات۔ اس کی جنہوں کو غیر غرضوں پر ہمارا کرنے کے لئے نشان پورے ہیں

اور آئندہ ضرورت کے وقتوں میں ہمیشہ ہوتے رہیں گے۔

(۱۳) تیسری مشائخ اس مکتبہ خانہ کے دارالمدینہ اور صنادیدین اہل حق کی تلاش کے سلسلہ مندرجہ ذیل اداروں کے علاوہ اس سے آئے والے ہیں جو اس آسمانی کارخانہ کی تعمیر کا اچھی اپنی نیتوں کی ترقی کے سلسلہ سے ملاقات کے لئے آئے رہتے ہیں۔

..... جس قدر ان میں سے مستعد لوگوں کو تقریریں اور سے روحانی فائدہ پہنچایا گیا اور ان کے مشکلات حل کر دیئے گئے اور ان کی کمزوری کو دور کر دیا گیا اس کا عمل خدا تعالیٰ کو بے سگر اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ آسمانی تقریریں جو اس شخص کے سوا کسی کے جواب میں یا کسی کی مافی ہی یا اپنی طرف سے عمل اور مرقہ کے مناسب پھیلان کیا جاتا ہے یہ طریق معنی صدقوں میں تالیفات کی نسبت نہایت مفید اور موثر اور بلیغ و دلہا میں بیٹھنے والا نجات دہکار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام ہی اس طریق کو ملحوظ رکھتے رہے ہیں۔ اور کچھ خدا تعالیٰ کے کام کے جو خاص طور پر دیگر تعلقینہ ہو کر مشائخ کیا گیا۔ باقی جس قدر مقالات اشہار میں وہ اپنے اپنے عمل پر تقریریں کی طرح چلیں رہے ہیں عام قاعدہ بنیوں کا بھی تھا۔ گو ایک عمل مشائخ کی تقریر کی طرح ضرورت کے وقتوں میں مختلف مجالس اور محافل میں ان کے مال کے مطابق روح سے وقت پاکر تقریریں کرتے تھے

مگر نہ ان زمانہ کے متکلمین کی طرح کہ جھکو اپنی تقریر سے فقط اپنا علمی سرمایہ دکھانا منظور ہوتا ہے یا یہ عرض ہوتی ہے کہ اچھی قسم کی منطق اور سوسطائی جملوں سے کسی سادہ لوح کو اپنے پیچ میں لیں اور پھر اپنے سے زیادہ جنم کے شائق کریں بلکہ انبیا نہایت سادگی سے کلام کرتے اور جو اپنے دل سے آجٹا تھا وہ دوسروں کے دلوں میں ڈالتے تھے۔ ان کے کلمات قدسہ میں عمل اور مہاجرت کے وقت پر ہوتے تھے اور ان میں کچھ شغل یا انسان کی طرح کچھ نہیں

ساتھ تھے مگر ان کو جباردیجہ کہ اور طرح کے رنات رد حالی میں مبتلا یا کلام کے طور پر ان کو نصیحتیں کرتے تھے یا حج کا وعدہ سے ان کے ادھام کو روکنے سے اور ان کی گفتگو میں الجھاؤ نظر سے اور معافی بہت ہوتے تھے سو یہی قاعدہ یہ عاجز ملحوظ رکھتا ہے

..... یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے چند ہی نثر اور رسول بھیجے اور اعلیٰ شرف صحبت میں مشرف ہونے کا حکم دیا تاہم ایک زمانہ کے لوگ تشریح دینہ نمونوں کو یا کراہان کے دو دو گنہم کام اپنی مشاہدہ کر کے اچھی آنتزراہ کے لئے

کو شش کریں اگر صحبت حادثوں میں رہنا واجب دین میں سے نہ ہوتا تو خدا تعالیٰ اپنے کلام کو بغیر تشریحی رسولوں اور بنیوں کے اور طور پر ہی نازل کر سکتا تھا۔

..... بلاشبہ یہ بات یقینی اور موثر مسلمہ ہے سے کہ یہ ہم عظیم اصلاح خلائق کی قربت کا خداؤں کے گھوڑے دوڑانے سے مدد جاہ نہیں ہو سکتی اس کے لئے اسی راہ پر قدم مارنا ضروری ہے جس پر فقیر سے خلافت کے پاک بنیہ راستے میں ہے۔

..... اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو انجذاب صحابہ کرام میں آجیاں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا

”وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریریں تھیں سو یہ ہماری تجزیہ اندوزی کی تھی یا جس کے ذریعہ سے فطرت پرستی کو نپوٹاے کا خدا پرستی تک پہنچنے کے اور سرور دنیا میں خرق رہنے والے غریب عقیدت سے ایسا تعلق پیدا کرنے کے اور ان کو دلوں میں پاؤں کی طرح اپنے غولوں کو بھاڑ دیا۔

بندواصل ایک صادق اور کامل نبی کی صحبت میں غصہ منہ قہم سے غم برسر کرنے کا نتیجہ تھا کلام کی جباردیجہ جاز میں مسلمہ کے قائم رہنے کے لئے نامہ کیا گیا ہے۔ اور باقیات ہے کہ صحبت میں رہنے والوں کو مسلمہ اور بھی زیادہ صحبت میں رہنا دیکھنا چاہئے۔

..... صحبت میں رہنا دیکھنا چاہئے۔

کہ جو ایمان اور محبت اور ایقین کے پڑھانے کے لئے شوق رکھتے ہوں اور ان پر وہ انوار ظاہریوں کہ جاس غائب پر ظاہر کرے گئے ہیں۔ اور وہ ذوق ان کو عطا ہو جو اس عاجز کو عطا کیا گیا ہے تا اسلام کی روشنی عام طور پر دنیا میں پھیل جائے اور حقارت اور ذلت کا سیاہ داغ مسلمانوں کی پیشانی سے دھویا جائے۔ اسی کی بشارت دیکر خداوند فرمائے نے مجھے بھی ہے اور کہا ہے۔

بلازم کہ وقت تو نزدیک رسید دیا ہے محمدیان برضا رہنماد تو حکم افتاد

(۱۴) جو تہی مشائخ اس کارخانہ کی وہ نکتہ ہات ہیں جو حق کے طلبوں یا خلائقوں کی طرف سے تھے جاتے ہیں۔ چنانچہ اب تک غرض مذکورہ بالا میں لوہے نثر۔ اسی کی کچھ نیاؤں غلطیوں سے جو علی جن کا جواب لکھا گیا

(۱۵) یا کچھ ہی مشائخ اس کارخانہ کی جو خدا تعالیٰ نے اپنے خاص وحی اور اہام سے قائم کی۔ مریدوں اور صحبت کرنے والوں کا سلسلہ ہے۔ چنانچہ اس نے اس سلسلہ کو قائم کرتے وقت مجھے فرمایا کہ زمین میں جو طوفان مٹلاتا ہے پہلے ہی قرآن طوفان کے وقت میں یہ کشتی تیار کر جو شخص اس کشتی میں سوار ہوگا وہ خرق چھٹے سے نجات پا جائے گا اور جو انکار میں رہے گا اس کے لئے موت و پیش ہے اور زیادہ جو شخص قیر سے ہاتھ میں ہا قہ اندر دیکھا۔ اسے نیز سے ہاتھ میں نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہاتھ دیا۔ اور اس خداوند فرماتے تھے بشارت دی کہ میں تجھے وفات دوں گا۔ اور اپنی طرف الخلائقوں کا۔ مگر تیرے پیچھے منیعین اور ہمیں تیار مت کر کے دن تک میں رہے۔ اور ہمیشہ متکرمین پر اپنی غلبہ رہے گا۔

یہ واقعہ طویل سلسلہ ہے جو خدا نے اپنے ہاتھ سے قائم کیا اگرچہ ایک سروری کا وہاں آگامی صورت تالیف کے سلسلہ کو ضروری سمجھا گیا۔ دوسری مشائخ کو غیر ضروری اور شغل خیزان کرنے کا حکم خدا تعالیٰ کی

کی تقریریں سب فردی اور سب اصلاح تھے مجھے اس نے ارادہ فرمایا ہے وہ اصلاح کچھ استحقاق ان پانچوں طریقوں کے علاوہ دوسرے نہیں ہو سکتے؟

تالیفات کی اشاعت

تالیفات کی اشاعت کے متعلق فرمایا۔

”میں نے اپنی تمام تالیفات میں ابتداء سے انگریزی اور عربی مقرر کر رکھا ہے کہ جہاں تک بس عمل سکتا ہے۔ بہت سا حصہ کتابوں کا منتفیہ نہیں کر دیا جائے تاہم اس سے اور عام طور پر یہ کتابیں جو سماجی کے لئے تھیں جو ہوتی ہیں دنیا میں پھیلانی“

آسمانی روشنی

پھر فرمایا۔

”یہ فردی ہے کہ تاریکی چیلنے کے وقت میں روشنی آسمان سے اترے ہیں اس معنوں میں بیان کر چکا ہوں کہ خطا تھانے سورہ القدر میں بیان فرماتا ہے۔ مگر موعظین کو خطبات دیتا ہے کہ اس کا کلام اور اس کا نبی لیتا القدر میں آسمان سے اتارا گیا ہے اور یہ ایک صحیح اور عمدہ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے وہ لیتا القدر میں ہی آتا ہے۔ تم سمجھتے ہو کہ لیتا القدر کیا چیز ہے۔ لیتا القدر اس علمانی لفظ کا نام ہے جس کی عظمت کمال کی حد تک پہنچ جاتی ہے اس لئے وہ ہا قطعاً تھا کرتا ہے کہ ایک نذر نیال ہو جو اس عظمت کو دھرنے اس زمانہ کا نام بطور استقامت کے لیتا القدر رکھا گیا ہے جو عظمت و بارات نہیں ہے یہ ایک زمانہ ہے جو بوجہ عظمت ذات کا ہر نکتہ ہے جس کی وفات یا اس کے زھالی قائم مقام کی وفات کے علاوہ جہاں جہاں جہاں جہاں عمر کے مدد کو قریب الاضغان کو نپوٹا اور انسانی حواس کے الوداع کی غمیر تھینے والے سے لگا رہتا ہے تو یہ آسمانی انوار تک جاتے تھے۔ سب آسمانی کارروائی کی ایک یا کئی عملوں کی بدویدہ طور پر تقریریں ہو جاتی تھیں جو تھیں ان کے سر پر پڑا ہر عمل کے نتیجہ اندر ہی اندر پڑتا ہے جس کی طرف اللہ جل جلالہ اشارہ فرماتا ہے۔ کیلیت القدر تو من ان شمرین اور لیتا القدر کے ذکر کو کچھ غلط اور وقت کے صلح کی محبت سے فرمایا

..... ان لوگوں کو جو اس مکتبہ خانہ کی اشاعت میں مدد فرمائیں گے ان کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب ملے گا۔

ہم اپنی تمام تالیفات میں انگریزی اور عربی مقرر کر رکھا ہے کہ جہاں تک بس عمل سکتا ہے۔ بہت سا حصہ کتابوں کا منتفیہ نہیں کر دیا جائے تاہم اس سے اور عام طور پر یہ کتابیں جو سماجی کے لئے تھیں جو ہوتی ہیں دنیا میں پھیلانی“

ابراہیمی طیور

ثُمَّ ادْعُهُمْ يَا بُنَيَّةُ لَسَعِيَاطٍ

از مکرّم جہدوی فیض احمد صاحب بگرنی سادان ناظر و مولف تعلیقات

دور اول

یہ اگر لندن جتنا نیویارک جتنا کلکتہ باطنی ہوتا۔ تو کبیر باد استمگن منورہ کوئی اور لاکھوں کی آبادی کا خیر ہوتا۔ جہاں میں جوئی بڑے بڑے کاغذسے ہوتے مگ کج ہوتے یہ بیرونیسیاں ہوتیں۔ یا کسی ملک کا دارالسلطنت ہوتا یا کم از کم کسی صوبے کا دارالحکومت ہی ہوتا جہاں بڑی سرکاری عمارتیں جوئی مسرماہ داروں کی کوشنیاں جوئی۔ روٹیاں کے محلات ہوتے۔ ریلوے جٹشن ہوتے۔ وہ بڑی بڑی مشاہراہیں جوئی بیرون کی بستیاں جوئی غایشان بازار ہوتے۔ جن میں راگڈوز۔ گناگون ادا سے جانے والی ساکڑے سے کوا جھلکا۔ ہزاروں دکاں ہیں اور کھرتی کھنیاں جوئی اور کردوں کا کاروبار ہوتا۔ یہاں صفر جیسے ہرام ہی ہوتے۔ قطب منار ہی ہوتا۔ تاج محل ہوتا تو کی اور قابل دید اور دیدہ زیب مقام ہوتا۔ جوہر دی جاگ کے ساموں اور تابوہوں کے پتے باغستان کشتن و آماہ ہوتا۔ نہ کہا جا سکتا تھا کہ دینی بخش و تنعم کشت کو کوں کو ہیں سے تھی۔ لیکن یہاں ان چیزوں میں سے کچھ بھی تو نہ تھا۔ پڑاؤ وضع کے ہندو کچھ۔ نیم کچھ اور کچھ کھانوں پر مشتمل سنی تھی۔ گھنٹی کی دو چادر دکا میں نہیں چلائی تھی۔ صبح۔ طوی اور دیوڑھوں اور ٹولے علاوہ زندگی کی ضروریات میں سے کوئی چیز دستیاب نہ تھی دور دورے کا آنا تھی تو ذلتا تھا۔ پانی جیسی چھوٹی سی چیز تو ذلتا تھی جہاں۔ لیک کچھ مکان ہیں۔ یا بڑی سکول ہی یہاں کی کتب سے بڑی درسگاہ تھی۔ ایک چھوٹی سی صندوقی پتھر پر لکھتے صحن کی ساری کائنات تھی۔ کوئی اگروہ مردان ذلتا کوئی منگنا ہڈ ہوتا تھا۔ اور کسی قسم کی کبھی ذلتا۔ لیک سکون تھا۔ چکرے نصف سالہ اور ایک سالہ تھا آگنا دینے والا۔ یہاں کی داریوں تو تھیں ہی ملائیں۔ لیک یہاں کے دن بھی دنوں کو فرما دینے والے تھے۔ جس دور افتادہ اور آگنا ہتی جن ضروریات زندگی کی کوئی چھوٹی سی شے بھی نہ ملتی تھی اس کے لیے کیف و کم ہونے میں سے کام ہو سکتا ہے۔ ہتی کیا تھی وہ زندگی لیک فرسودہ سی ڈوگر پٹے ہوتے ہند نفوس کا شبہ ہوتا۔ اور اس ہتی سے تو کسی بھی دینس کو تھی کا رجب

ہاں بھی حدود اور ہتھاں کو رہا کہ اور ہی مل دہنا رہتے۔ اس شخص کی ہتی کے ہونا یان کے نام سے آج شہور عالم ہے۔ اور ہی وہ مقدس مقام ہے جہاں اس زمانہ کا ایک اولوالعزم اور عظیم الشان صلح پیدا ہوا۔ جس سے اسی چھوٹے سے اور طبعی مابول میں زندگی کی جالیں بہا رہیں اپنے آبا کی مکان کی ایک کوٹھی یا چھوٹی سی سٹی کے ایک کھنے میں غلامی اور گری سورج و کھوکھے ساتھ گزار رہیں۔ جو ایک طویل مدت تک گزار گئی تھی یہ پڑا ہوا۔ اور با لغت و سلوک کی فزوس طے کر لیا۔ وہ ایک گری نگر کے غمزدہ ہیں ڈوب رہا۔ اس نے دیکھا کہ اسلام کا پر زور جہرہ جس کے لمحات رحمانی سے تیز صور حال قبل ایک عالم گنگا اٹھا تھا۔ آج گرد غبار سے اٹا پڑا ہے۔ اس کے سینے میں درد کی مہیں اٹھ اٹھ کر باہر نکلتے تھے سے سراسر تاش کرنے نہیں مگر اس نے درد کو دہلیا۔ اور آخروہ سارا درد مخم ہو کر مانع قدرت اختیار کر گیا۔ اور صعنات ظراس پر چکر اس نے برہمیں احمدیہ کی شکل اختیار کر لی۔

براہین احمدیہ کبھی و ایک صورت اسراہیل تھا جس نے مذہبی دنیا میں تھلکہ چھایا۔ ہندوستان کے کونے کونے میں دڑوں سے غمو خواب مسلمانوں نے انکھو اٹیاں لینا شروع کر دیں۔ اور سرگوشیاں ہوتے تھیں سہارے محمد بن کوئی گرفتار تھا ہے۔ پنجاب کی کئی مسلمان ماں نے ایک بے مشعلی زنہ کو جنم دیا ہے۔ اولی اسلام نے یہ کبکرا طہیان کا سانس لیا کہ اب مذہب غلامی کا اسلام کے خلاف صفحہ پر مشن اسلام کا مال جس جھکا نہیں کر سکتے گی۔ اب اسلام کی کشتی کوئی لنت کے سمندر کا مو جہد طونان مخراب نہیں کر سکتے گا۔ ہندوستان کا سینہ ملک جہاں دہڑوں مذہب کی ایک مشرترا مارکیٹ تھی اور جس میں ایک جہاں قابل فروخت جنس تھی۔ اور وہ جنس تھی اسلام کی غنائت میں زہر ہی تھی ہوتے تیر۔ ابراہیم کی تیز پڑھی اور تیز دل کو رنگ گمانا شروع ہو گیا۔

براہین احمدیہ کی اشاعت پر اہل اسلام نے خوشیاں اور عیدیں منائیں ہر طرف سے تبرک اور عقیدت کے پیرے تادیانے لگے کسی نے کھنا گزشتہ تیز ہدوں میں اسلام کی اتھی بڑی خدمت تھی سے نہیں کی منی کر منہ براہین احمدیہ نے۔ کسی نے اتھا کہ تم سے بزدل کے لئے اور وہ سبھا تر قباہی جہر و دوں نام کے مسلمانوں کو کام کے مسلمان بنانے کے لئے خدا کی طرف سے بھیجا گیا تھا۔ غرض براہین احمدیہ جزائی عقائد و لادنی پر مشتمل ایک اسلامی اسٹیکو پیڈیا تھا مسلمانوں کے مسلم عقائد میں جو محدود ملی۔ مگر عداوت اسلام کے ٹکڑوں میں صفحہ قائم ہوا۔

ابراہیم حضرت مرزا غلام احمد صاحب تادیانی نے گزشتہ گنگا می سے باہر کر کے اٹھایا فرمایا کہ یہی وہ موجود ہے جن کا انعام عالم مدت سے انتظار کر رہی تھیں اور جہاں طرف سے سعید رحمان کی بیب لبیک کی آواز میں آئے تھیں۔ کوئی بد اس سے اور کچھ بچا لوگوں کی کشمیر سے کوئی اڑیسے آیا اور کوئی سیکال سے۔ اور سندھستان کے سرگوشی سے طبع نرت کے پڑنے یوں پلٹے جیسے وہ ابراہیمی طیور تھے جنہیں اس زمانہ کے ابراہیم نے آمان میں خود جھکا رکھا تھا اور وہی اس نے آزادی دہ اڑ کر اس کے پاس پہنچ گئے۔ اور اپنا سب کچھ اس کے نڈوں میں لا ڈا۔ یہ سیکوں نے جہاں جب کتاب نے اللہ تر کے حکم سے نوزدیا تھا

یہ کبھی آدم کبھی ہوتے کبھی بدو تو نیز ابراہیم ہر من نہیں ہی میری ہمنوار ابراہیم کی یہ وہاں فیصل دور دراز سے یہ سلاقی کر کے اس کی گام۔ ستر کا پتر پہنچ جاتی تادیان پہنچی۔ اور ہمیں کی چکر وہ تھی۔ سنی ایسے تھے جنہوں نے اسٹلے دہیہ کی ملا تھیں لگا کر ہیں اور تادیان میں رہتے زندگی بسر کرنا شروع کر دی اور کئی ایسے تھے جو اپنی فدا دہوں کو چھوڑ کر دور دیوں عیش و آرام کو تیرا ہیکر کہاں آئے۔ اور اپنی خوشی سے اپنی معاشی تکالیف کو اپنے اہمہ وارہ کر لیا۔ ایک سطر ابراہیمی طیور کا کوہر حال تھا کہ وہ آواز کے ابراہیم بلند ہونے ہی گیا یہ آواز کے ڈھانچا نہیں پاتے تھے۔ اور دھری طرف منہ لٹکا رہی جہاں ایسے سے ہوا ہے کر دنیہ مال کو دھوس برڈاے جلا اور اسرتر کے اسٹیشنوں پر۔ ویٹیاں چٹا یا کرتے تھے۔ اور عظام تمامان سے زبان مال تیرہ کہنے سے کہہ کر یہ وہ مستیاں ہیں جنہوں نے لا غو فیصم احمدیہ کا

لیک سے نکالے وہ طرح طرح کے ہر رنگ زمین دام بھانے کو چھوڑا کریم کوڑا ہا جیم کے پاس ہی بیچا تھا اور وہ بیچ کر رہے۔

چنانچہ حضور اجمیہ کو گزرتا تھا کئی دکان میں ملاقی بن گیا اور کہتے ہی دیکھتے یہ پھرتی ہی بس بار دن ٹھہرتے تھی بیچ احمدیت کے پڑنے ہی جہاں تحصیلت پر لکھ کر کہاں بیچے اور ماورائی تھے ہاتھ پر لک تھے۔ اس پر روح رومانی کے بدل میں ان کو وہ ایمان ملا جس نے انہیں آنکھرت مل اندھیرا ہم سے صحابہ سے علاوہ ہندو متھم اور غیر جزائی ایمان تھا جس سے بل پر لکوں نے ایوں اور بگنے نڈوں سے ماریں لگا کر کر گیا۔ اور اپنے خون سے کشن احمدیت کی آبیاری کرتے رہے۔ اور آخر وہ فتح نصیب ہوئی یا لیا ہر زمانہ سے بھی وہ لک لے خواہ جو ڈر مالک مٹھتی تھے یا بیچا جو ڈیا تھی ساری آبادی پر اسے یقین کر اور دہلی ابراہیم کے واسطے لگا رہے۔

ابھی ہندوڑ جو سے ہمارے ایک اور پیش جہاں اور بزرگ بابا بھگت سب تادیانی فوت ہوئے تران کہ نہ تھیں تھے ہم ہتی مقبرہ ہی گئے ہتہ تیار ہو رہی تھی اور ہر اختلاف میں ہوتے تھے۔ اسے ایک مزید اور پیش جہاں سے پاس جہاں تھا اور مرے ماسے حضرت یح عزاد علیہ السلام کا مراد ہا تھا۔ نزاو کے مشرق و جنوب اور جنوب کی طرف مریسوں کی تہوں کی قطار میں تھیں جہی کے کھتے اس ترتیب سے ساتھ ساتھ ہتے کہ کچھ جیم تصور سے ہوں مسلم ہوا جیسے نزار ماہک ایک آہنچ ہے اور اس حضرت اقدس علیہ السلام تزیین نرا ہیں۔ اور آپ کے ساتھ اور وہی اور باہمی نعام دونوں جیسے ہیں۔ جہاں میر سے دل میں خیال آیا کہ یہی وہ ابراہیم ہیں۔ یہی ضلی ابراہیم تھے اپنی نسبت اور شفقت سے سوچو کہ دنیا کے مختلف گوشوں میں پھیلا ہوا تھا۔ اور پھر جہاں اس نے انہیں آزادی دہ اسے پڑا کو پھر پڑا تے ہوئے زرا فردا آہی تھے پاس بیوہ گئے۔ اور اس نے نہیں کہا کہ کیا تب تک صحابا کی کوئی عقیدت تصور نہیں ہے تو وہ ہی مقبرہ ہتی ہے جس میں سنگال۔ بہار۔ اڑیسہ۔ دہلی۔ بولی کرا۔ آندھا۔ پنجاب اور کوشتر اور ہر دنیا کے دور سے جاگتے آئے آگے ہر نے ابراہیمی طیور سزا سزا آگے آگے کے طغریں جہاں ہیں۔ یہی ہیں کائنات کا ابراہیم اول نے اندھا تے سے شام سے ہوتے فرق پر حصول ایمان

قتل حسین و کردار یزید حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظر میں

از مکرم ہوری مسیح امام صاحب انجمن اہل احمدیہ مسلمین

الحسینؑ اس زمانہ میں جو مساعی نے
 فتنہ کی صورت اختیار کر لی
 ہے۔ ان میں ایک سب سے قتل حسین
 کردار یزید کا ہی ہے۔ چند سال پہلے
 مصر سے "الحسین" نامی ایک کتاب خانہ
 ہوئی۔ اس میں واقعات کو بظاہر شیعان
 علی کے نقطہ نظر سے سب ازہ لیا گیا ہے
 اور وہ باقی ہر طرف کی ہو جاوےت کہیں
 اور "عنتا لفقہی" کے چھپے ہوئے باری
 ہیں۔ یمن حضرت امام حسین رضی اللہ عنہم
 نے اور یزید ظالم تھا۔ ظاہر ہے کہ یہ ایک
 قدیم درجہ شکر کی دعوت ہے۔ شیعہ
 اثنا عشری، زاری، مستقل کے علاوہ
 عام اہل سنت والجماعت بھی اس خیالی
 کے تسلسل میں۔ سواد اعظم یا جمہور امت
 کے اس خیالی کو آج تک خواجہ ر
 رالعصب کے سوا کسی نے چیلنج نہیں کیا
 وہ اگر امت جنہوں نے یزید را عنت سمجھے
 سے منع کیا ہے۔ وہ بھی یزید کے کچھ عقیدت
 مند نہیں تھے۔ جگدان کے سامنے ذی
 اہلخانہ کا سوال تھا۔ لعنت و لعنت
 پاک طینت اور بدعت توم کی فادات
 کے خلاف ہے۔ لہذا اس کو اپنا نشانہ
 نہ کرنے کی اہمیت نہیں دی گئی۔ اس
 کے مقابل بعض خواص امت ایسے بھی
 ہیں۔ جو تعقل نہیں ہیں۔ یمن حضرت علی رضی
 اللہ عنہ کو ظالم اور ظالم سے افضل مانتے
 ہیں۔ حضور صفا سندیا کرام کا رد جاننا
 حضرت علی و اہل بیت رضی اللہ عنہم پر
 ختم ہوتا ہے۔

کتاب خلافت
 ابن عمر کا جمہور امت
 معاویہ و یزید کا موقف اختیار کیا
 گیا ہے۔ مگر ذات فقہ کی کارگزاری کیجئے
 کہ اس عہد میں یہ کتاب فتنہ خوار و
 تراصیب کا ذریعہ بن گئی۔ ...
 سب سے پہلے جناب محمد احمد صاحب
 صاحبی نے اس موقف سے اختلاف
 کیا اور جنوری ۱۹۱۵ء میں رسالہ اردو
 کے ذریعہ جمہور امت کو اپنے خیالات
 سے آگاہ کیا۔ اس کے بعد ایک ماہانہ
 تذکرہ کراچی میں "الحسین پر تبصرہ" کا
 سلسلہ شروع ہوا۔ اور دو سال تک
 جاری رہا۔ یہ تبصرہ جگہ ایسے تاریخی
 انداز میں لکھا کہ بہت سے اہل علم ذہن
 کو اپنے بولینا عبدالمجید صاحب

دریا ہادی نے بھی داد تحقیق دی۔ اور
 اس مضمون کو بائیس و بیسرت اردو
 بنایا۔ اس تحقیق کا حاصل یہ ہے کہ
 یزید متقی و پرہیزگار اور فضیلت برحق
 تھا۔ مادر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ
 باغی و مجرم اور داعب القتل تھے جاہلی
 موقت کی تائیدیں جاہلہا ہیں۔ نلدون
 ابن یزید امام خزانہ ذخیرہ اور ایک فیرم
 مورخ "لا یخون" کو ہمیشہ کیا گیا ہے
 مؤلف کے بیان سے معلوم ہوتا ہے۔
 کہ سلمہ ہندو پاک کی طرف سے ان کی
 بڑی حوصلہ افزائی ہوئی۔ مگر
 انہیں یہ مضمون کتابی صورت میں شائع
 کرنے کی ضرورت پڑی۔ اس کا نام رکھا
 گیا "خلافت معاویہ و یزید" اس کتاب
 سے واقعی تعلیم یافتہ طبقے نے شکر
 و بھجی کا اظہار کیا۔ کہ یہ تھا فتنہ کی
 کسی نے مخالفت۔ جماعت اسلامی
 نے اس کتاب کی بڑی تائید کی۔
 ابتداء میں ارباب دہرید و جمعیت العلماء
 مند بھی اس کے مزید ظاہر کرنے
 مگر مکرم ظالم دارالعلوم دہرید نے
 بہت جلد اس نقطہ فہمی کا زور لگایا۔
 ہمیں اس کتاب کے خلاف زبرد
 اقتجاجی طے کیے گئے۔ مگر مسلمانوں
 کے ایک طبقہ پر اس کتاب کا اثر بڑھ
 رہا۔ اس کی ہوا باذگشت دیکھیے کہ
 چند ہی دنوں کے بعد "اقبال احمدی
 نے یزید کی طرح دکھایا۔ اس تبصرہ
 نگار۔ اس میں ذہن و آسمان کے قدیم
 طائے گئے۔ اور یہ یہ کہ "انجلیف اناس
 طلیح لاسم" لکھا گیا۔ اس تبصرہ اور
 کتاب مذکورہ میں یزید کے سکا ان لوگوں
 کی بھی خوب خوب مدح سرائی کی گئی ہے
 جو راہ راست ماڈرن کولہ کے ذمہ دار
 زاد بیٹے جاتے ہیں یعنی عبد اللہ بن
 زیاد۔ عمر بن سعد اور شمر ذی الجوشن
 وغیرہ۔

ابن تیمیہ وابن
 خلدون
 یزید کا موقف
 بھی ہو مگر قابل غور
 فرد ہے۔ اس کا موقف۔ حواسے
 اور طرز تحقیق سب قابل غور ہیں۔
 سب سے پہلا وہ یہ لکھا کہ اس میں
 صلحاء ابن تیمیہ و ابن خلدون، جنہوں
 طرف جو خیالات منسوب کیے گئے

ہیں۔ کیا وہ صحیح ہیں؟ اگرچہ ابن تیمیہ اور
 ابن خلدون ارکاٹ الاسلام کے نام
 نہیں۔ مگر مسلمانوں کا نیا تقسیم یافتہ
 طبقہ ان دونوں اکابر کی ذات سے بہت
 متاثر ہے جب تک کہ سنجیدہ طبقے نے
 اس مسئلہ پر غور کیا۔ اور اپنے نتائج
 تحقیق سے عوام کو مطلع کرنا شروع
 کیا تو جناب محمد احمد صاحب کی تحقیقات
 کے بادل چھٹے گئے۔ ذی خوں نے
 ہمارے موضوع سے خارج ہے۔ اس
 لئے کہ یہ ایک غیر مسلم ذریعہ مورخ ہے۔
 ایسے مسائل میں اس کی تحقیق ہمارے لئے
 قابل سند نہیں۔ رہ گئے ان خلدون
 ابن تیمیہ تو صحیح ہے کہ محمد احمد صاحب
 صاحبی نے اپنی تحقیقات کی بڑی عمارت
 انہیں دونوں کے سہارے کھڑی کی ہے
 مگر جب ہم ان کی کتابیں دیکھتے ہیں تو وہ جھوٹے
 صاحبی کے سکا نظر نہیں آتے۔

مندوستان کے بہت سے علمی
 رسائل میں ابھی تک یہی مسئلہ موضوع بحث
 بنا ہوا ہے۔ اور اب یہ امر باہر ندرت
 کو پہنچ گیا ہے۔ کہ جناب محمد احمد صاحبی
 سے حوائے دینے میں بزرگت غور
 ہوئی ہے۔ انہوں نے باقاعدہ اصل کتاب
 نہیں دیکھی یا دیکھیں تو بالا سبھا
 ان کا مطالعہ نہیں

ابن تیمیہ کا مسلک
 ابن تیمیہ کا مسلک ہے۔ ابھی ان کے مسلک
 کی تفسیر سبنا ب مولانا محمد امجد
 مذہبی کی طرف سے ہوئی ہے۔ مؤلف
 "مطالعات معاویہ" نے ابن تیمیہ کی
 میں تعریف "مناہج السنہ" سے جاہلی
 اس لئے لکھا ہے۔ اس کے متعلق یہ
 انگلٹنڈ سمیٹا کہ انہوں نے اس کتاب
 کے صرف انہیں مقامات کے حوالے
 دیے ہیں جہاں شیخ نے شیوں کو
 الزامی جواب دیا ہے۔ سبنا شیخ کامل
 عقیدہ دہی ہے جو اہل سنت والجماعت
 کا ہے یعنی یہ کہ

بے عقیدہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام
 شہید ہوئے اور جس نے قتل
 حسین کا ارتکاب کیا یا قتل میں
 میں امداد کی یا قتل سے راضی
 ہوا وہ خدا امداد سے بڑی
 کا کچھ نہیں ہے۔

وصباح السنہ ۶ ص ۲۳
 ہمارا صدق عیدہ ۲۵ رجبی ۱۳۸۵ھ
 العقیدہ والواسطیہ
 السنہ ایک شیعی تعریف "مناہج السنہ"
 کے جواب میں لکھی ہے اور اس میں جاہلی
 الزامی جوابات بھی دیئے گئے ہیں۔ ظاہر
 ہے کہ الزامی جواب کا مقصد صرف ہر
 مقامی کو لازم کرنا ہے اس کا مجیب
 کے عقیدہ سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ جیسے
 اہل کتاب شیخ کی "مناہج السنہ" نہیں بنی البتہ
 ان کے مختلف تذکرہ میں ہی اس کتاب کا
 حوالہ ملتا ہے۔ مگر ہمارے ذہن میں شیخ کے
 ان الزامی جوابوں کا خلاصہ ہی دیا گیا ہے
 واقعی عجیب ہے۔ اس حدیث میں انہوں نے
 رد شکیبیت میں شیخیوں کی بات سے کام لیا
 ہے۔ لیکن میرے پاس شیخ کی ایک دورہ
 تعریف ہے۔ یعنی "العقیدہ الاسلامیہ"
 سلام ہوتا ہے کہ مؤلف نے خلافت معاویہ و
 یزید کی نظروں سے یہ کتاب بھی نہیں
 گذری۔ ورنہ وہ دیکھتے کہ شیخ کے اس میں
 بھی اہل سنت والجماعت ہی کے موقف کی
 تائید کی ہے۔

"کتاب خلافت معاویہ و یزید" میں حضرت
 امام حسین کے بڑے لڑ حضرت علی رضی اللہ
 عنہ کو بھی نہیں بحث کیا ہے۔ اور انہیں ہی
 طرح طرح ہتھم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔
 علامہ ابن تیمیہ "العقیدہ الاسلامیہ" میں
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اہل سنت
 والجماعت کا مسلک بیان کرتے ہوئے
 لکھتے ہیں

ولکن الحق یفضل بیضا
 مسئلۃ الخلافة و خلافت
 اعظم یشتمون ان الخلیفة
 بعد رسول اللہ یحیی اللہ
 علیہ وسلم اور یوحنا قدس
 قدس عثمان ثم علی ومن
 طلوع فی حلالہ فتر احمد من
 ہولاء نقد افضل من
 حصار اہلہ و جمیعہ حل
 بیت رسول اللہ دیتو بونہم
 نہیں۔ وہ مذکورہ کتاب خلافت گمراہ
 ترارہا جانے کا دست نجات
 ہے اسکی رو بہ ہے کہ اہل سنت
 والجماعت اس پر ایمان رکھتے
 ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کے بعد نہ تو حضرت
 اور دیگر کو ہی پھر حضرت محمد کو پھر
 حضرت صفیہ کو پھر حضرت علی
 رضوان علیہ السلام سے کسی کی نہایت
 پر تھوکتا ہے وہ مگر کہنے
 سے بھی زیادہ گمراہ ہے اور اصل
 سنت والجماعت رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم سے ہی محبت کرتے

ہیں اور ان سے دوستی رکھنے ہی
 • الخلیفہ اولیٰ السلام کی یہ بڑی نعل قابل
 مصلحت ہے اس میں شیخ نے صحابہ کرام کے
 مناقب و مناقب برات کے حوالے سے
 ہیں اور بتایا ہے کہ انہیں ان امور کے
 باوجود آفر صحابہ کرام سے کبر و غمت رکھنے
 ہیں؛ شیخ الاسلام کا مرتبہ ایسا ظاہر ہو رہا
 ہے کہ صاحب موعودہ صاحب عباس کے نعل
 انساب کوئی ترجیح نہیں۔
ابن خلدون | درمزی عظیم شخصیت جس کو
 مؤلف مذکور نے اپنا نیا نیا
 بنایا ہے۔ اور مورخوں میں منفرد قرار دیا
 ہے۔ وہ علامہ ابن خلدون ہیں۔ محکم نہیں
 کہہ سکتے ہیں کہ انہوں نے ایسا زمانہ برآت
 نہیں کیا کہ وہ اس بات پر فخر کر رہے ہیں کہ
 صحابہ کرام ابن خلدون سے وہ ہیں وہ حق ثابت
 ہوئے ہیں جو میں واقعات کو لکھتے۔ حکمرانوں
 نے عقلمند تاریخ ابن خلدون کو نہیں دیکھا
 ہوا ان کی شخصیات کا حسیلہ اور حاصل ہے
 اور جس مقدمہ کے باعث علامہ ابن خلدون
 مورخین عظیم ہونے کے لیے امام بنے ہوتے
 ہیں۔ اس مقدمہ میں انہوں نے ان مسائل
 پر مفصل گفت کی ہے۔ مقدمہ کے سرسے
 باب کی تیسری فصل دیکھیں جس میں روایت
 علامہ کا بیان ہے۔ اور جس میں دلی خدیو
 کے متفق رسول صلی اللہ علیہ وسلم - عقلمند
 راشدین اور صحابہ کرام کا موقف بیان کیا
 گیا ہے انہوں نے یہ لکھا ہے کہ "وہ علیہ"
 اسلام میں جائز ہے۔ جس طرح حضرت
 ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر کو اپنی
 عمر میں لیا۔ لہذا یہ کہہ سکتے ہیں "وہ دلی خدیو
 حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے اعزاز
 نہیں ہو سکتا۔ البتہ سوال یہ ہے کہ آپ نے
 یہ بیانیہ لائق ناہر کو اپنا یہ عقیدہ
 بنایا، اس سوال کا انہوں نے خود یہ
 جواب دیا ہے کہ حضرت معاویہ کی زندگی میں
 وہ استیلاؤں اور فتنوں کے باعث تباہی و
 اموات پر پہنچنے کے بعد ہزار مسادیر کی زندگی
 میں یہ بیک ایک ہی کزدی ظاہر ہو رہی تھی
 یعنی وہ گائے کا بہت ٹھونڈ تھا۔ اور
 حضرت معاویہ ہمیشہ اس کو منع کرتے
 رہتے تھے۔ "پھر غنا" ایسا نہیں ہے
 جس سے فتن ہوتے ہیں خود صحابہ کرام
 مختلف القیال تھے۔ اسکے اس کی یہ
 کزدی دلچسپی کے منافی نہیں سمجھی گئی
 لیکن بعد میں یہ یہ ہے جو فتنوں کے
 فوائد سلیم ہو تاکہ عدالت جو خلاف فتن کی پہلی
 شرط ہے۔ وہ اس سے محروم تھا۔
 وہ خلیفہ قادری و برحق کیسے ہو سکتے
 ہیں۔
 رفاہ مقدمہ میں خلدون میں
 (منزل)
قاضی ابوبکر | مناقب خلافت معاویہ و مزید
 نے اپنی تالیف میں بیان کیا ہے کہ
 میں عدلی مانگ لکھا گیا "جو اس مذکورہ سے"

عالم ہدیہ ہے۔ جس میں انہوں نے کہا
 ہے کہ میں اپنے نانا کی شریعت کے
 مطابق قتل کئے گئے۔" علامہ ابن خلدون
 نے اس نکتہ کا کافی صاحب کا ذکر بھی کیا ہے
 اور ان کے اس خیال سے سخت بیزاری
 کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے حاکم لکھا
 ہے کہ "بیزاری میں شرطا عدالت کب تھی
 لہذا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ عدالت
 راہ امت کی دوسری بڑی کھان لکھ کر
 میں حق بجانب تھے۔" لہذا آپ سے زیادہ
 اور کوئی اس اقدام کا عقدا نہیں ہو
 سکتا تھا۔
 یہ ہے علامہ ابن خلدون کا فیصلہ
 تعلق حسین و کردار پر "بہ" کے متعلق
 مسلم نہیں کہ کس جمہوری کے باعث
 مؤلف کتاب مذکور نے ان کے اس
 موقف کو نظر انداز کر کے ان کی طرف
 ملاحظہ ہوتے ہیں
کتاب نوری در مناقب | صاحب محمود احمد
 سے جس جلد سے یہ بیک کی کتاب لکھی
 اسے فیض برحق قرار دیا اور ان تمام
 احکامات کو نادر قرار دیا جنہوں نے یہ بیک
 کی مخالفت سے انکار کیا ہے۔ اس کا رد
 منہل اس صورت میں ظاہر ہوا کہ اس
 کتاب کے جواب میں ہی اس عقلمند سے
 لیا گیا۔ اس کا ایک جواب تو پاکستان میں
 شائع ہوا یعنی "تاریخ اسلام کا تاریک
 دور" دوسرا اردستان میں۔ اس کا نام ہے
 "اسوی دروفا لمنت" اگرچہ ہم کتاب خلافت
 سعادت پر دیکھنے کے وقت سے ہی ہزار
 ہیں۔ مگر "اسوی دروفا لمنت" کا یہ عقلمند
 دیکھا ہی نہیں آتا ہے۔ شخصیت کی عوامی
 خدمت میں اس کی یہی طرح جلوہ گر ہے۔
 صحابہ کرام اور فتنوں کے خلاف ایک
 بنائیت دل آزر اور شہر منظر عام پر آگئی۔ ہم
 اس کے حوالے دیکھو دیگر اپنا عقلمند
 گنہ نہیں کرنا چاہتے۔
کرار رضی امیر | ان دنوں کتب میں شہرت
 رکھنے والے امیر کے علاوہ ایک اور عقلمند
 رہی اختیار کی گئی ہے۔ بین فرد کے
 ساتھ خاندان اور قبیلہ میں رابح بحث لایا
 گیا ہے۔ زندگی کا برائی پر سے خاندان
 کی یا قبیلہ کی نیکی بزمائی آزادی گئی ہے
 جو طرح محمد احمد صاحب خاں نے پورے
 دور جو امیر کو اسلام کا درخشاں نشانہ
 کہا ہے۔ اسی طرح سزا دہی اور خلافت
 سے پورے دور میں یہ کوتاہی اور ضعف
 کا دور قرار دیا ہے۔ پورا اصل نتیجہ یہ رہا
 اختیار ال سے گزیر کر کے کا۔ جناب محمد امیر
 عباسی کا یہ انعام بھی عجیب ہے کہ عساکر
 اُمت نے عباسی خاندان پر بیگانگی
 سے معاف ہو کر بل امیر کے ساتھ ناخاندانی
 کی یا لایوہ ملنے کی وجہ سے امت کا یہ جھک نہیں۔
 اور ان کے بارے میں

اھرار اُمت کے باوجود بار خلافت
 اٹھانے سے الہام معذرت کیا۔ پھر
 اسی قبیلہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز
 بھی ہوئے ہیں جو کمالی صفت والہ امت
 علما و دانشوران میں شمار کئے ہیں۔
صحیح موعودہ علیہ | تو ایک زندہ
السلام کا موقف | غریب ہے۔
 مگر غریب خوار و ذلیل صاحب جو عمر رضی
 جناب محمود احمد صاحب عباسی کی کشتیوں
 سے پھر زندہ ہو گئی۔ ان سے پہلے مرزا
 میرت دہلوی نے بھی اس قسم کی ایک کتاب
 لکھی تھی۔ وہ حضرت بیچ موعود علیہ السلام کا
 زمانہ تھا۔ ایک مرتبہ آپ کے ایک مرتب
 نے یہی گفتگو میں ہی طریق اختیار کیا تھا
 آپ کو جب اس کا خبر ہوئی تو ایک استہوار
 کے ذریعہ تین حسین و کردار پر بیک کے متعلق
 اپنا موقف بیان کیا۔ میں اس جگہ وہ استہوار
 نقل کرنا چاہتا تھا اس مسئلہ میں جو امت امیر
 کا موقف معلوم ہو سکے۔
 "استہوار تبلیغ حق موعودہ اور کتب
 واقع ہو کر کسی شخص کے ایک کارڈ
 کے ذریعہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ
 بعض نادان آدمی جو اپنے تئیں
 میری جماعت کی طرف متوجہ
 کرتے ہیں۔ حضرت امام حسین
 رضی اللہ عنہ کی نسبت یہ کلمات
 مندرجہ لائے ہیں کہ خود ذالمت
 ہو رہا اس کے لئے اس نے غلبہ
 دولت پر بیک کی قیمت نہیں کی تھی
 باقی تھا اور بیک حق پر تھا۔ لہذا
 اظہار علی کا ذکر ہے۔
 مجھے اب یہ نہیں کہ میری جماعت
 کے کسی راستہ باز کے لئے
 ایسے شخصیت الفاظ نکلے ہوں۔
 بہر حال میں اس استہوار کے
 دلچسپ اپنی جماعت کو اطلاع دیتا
 ہوں کہ ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ
 بیک ایک ناپاک طبع اور دنیا کا
 کپڑا اور ظالم تھا۔ اور جن حضرات
 کی دوسرے کسی کو مومن کہا جاتا ہے
 وہ نکلے اس میں جو حد نہ تھے۔
 مومن بننا کوئی امر مسلم نہیں ہے
 انہوں نے ایسے شخصوں کی
 نسبت زبانی ہے۔ قالمت
 الاعراب اصنا قتل مسلم
 تو موعودا و لکن تو لولوا سلما
 مومن وہ لوگ ہوتے ہیں جن
 کے اعمال ان کے ایمان پر گواہی
 دیتے ہیں جس کے دل پر ایمان
 سکھا جاتا ہے اور جو اپنے خدا
 اور اس کے رضا کو ہر چیز پر مقدم
 کر لیتے ہیں اور تقویٰ کی باریک

راہ میں خود خدا کے لئے اختیار
 کرتے ہیں۔ اور اس کی قیمت
 میں جو ہو جائے ہیں۔ اور بیک
 چیز جو بت کی طرح خدا سے
 ہوتی ہے خواہ وہ افلاکی حالت
 ہو یا افلاکی حالت کا مظاہرہ میں یا نفلت
 اور کس موعودہ سے اپنے
 "تیسرے دور سے چلے ہیں۔"
 لیکن بد نصیب بیک کو یہ بات
 کہاں نصیب تھی؟ وہ دنیا کی امت
 نے اس کو اندھا کر دیا تھا مگر
 جس رضی اللہ عنہ ظاہر ہو گیا
 تھا۔ اور علامہ وہ ان کو لکھا
 میں سے ہے جن کو خدا تعالیٰ
 اپنے ہاتھ سے صاف کرتا اور
 اپنی جماعت سے محروم کرتا ہے
 اور علامہ وہ سرواڑا نفلت
 میں سے ہے اور ایک ذرہ کینہ
 لکھنا اس سے موجب سلب
 ایمان ہے۔
 اور اس امام کی تعزیر اور
 محبت اعلیٰ اور مہلہ استقامت
 اور زہد اور مہلہ استقامت
 کے علاوہ حضرت سے اور اس
 معلوم کی کہ بات کی اذیت اور
 دالے ہیں جو اس کو ملی تھی۔ تیار
 ہو گیا وہ دل جو اس کا دشمن ہے
 اور کباب جو دنیا کے جو عقلی نگ
 میں اس کی محبت ظاہر کرتا ہے اور
 اس کے ایمان اور اخلاق اور
 شہادت اور تقویٰ اور استقامت
 اور محبت اعلیٰ کے تمام نقوش
 ان کا کسی طور پر کالی پر دی کے
 ساتھ اپنے اندر لیتا ہے۔
 جیسا کہ ایک صحابہ امیر ہیں
 ایک خوبصورت انسان کا نقش
 یہ تو گ دنیا کی آنکھوں سے
 پوشیدہ ہیں۔ کون جانتا ہے
 ان کی قدر کر دے جو ان میں
 ہیں۔ دنیا کی آنکھوں کو فتن
 نہیں کسکتی۔ کون کو وہ دنیا سے
 بہت دور ہیں۔ یہ وہی وہی
 کی مشہادت کی تھی۔ کون کو وہ
 مشائخت نہیں کیا گیا۔
 دنیا سے کس پاک اور گوارہ
 سے اس زمانہ میں محبت گناہین
 سے محبت کی ہائی؟
 غرض یہ صرف بیت وہم کی
 فقہات اور بے ایمانی میں
 داخل ہے کہ میں رضی اللہ عنہ
 کی تحقیر کی جائے اور جو شخص
 حسین یا کسی اور بزرگ کی جو
 آرزو ہے کہ اس سے ہے حقیر
 ہے یا کسی کو اس شخصیت کا ان کی ربانی تلبہ،

اور ان کے بارے میں

جماعت احمدیہ سوگھڑہ میں جماعت کے زیر اہتمام سیرت پیشویانِ مذاہرہ کا میاب جلسہ

روزہ اور فروری سہ ماہی کے روزانہ اوقات میں جمعہ اور جمعہ زیر سعادت جناب مولانا مولوی بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ جلسہ کاروانی شریعت ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد محرم مولوی سید بشیر الدین صاحب میر جماعت احمدیہ سوگھڑہ سے جلسہ کی غرض و نیت بتلاتے ہوئے کہا کہ ہر سال اور ہر جگہ جماعت احمدیہ میں قسم کا جلسہ منعقد کر کے دنیا میں امن اور سچائی کو قائم کرنے کی کوشش کر رہی ہے اور مختلف مذاہب کے پیشواؤں کی سیرت و سوانح ایک سٹیج پر پیش کر کے یہ بتایا جائے کہ کوئی مذہب بھی مشاغلہ و دشمنی اور عداوت کی تعلیم نہیں دیتا!

افتتاحی تقریر کے بعد ایک عزیز ہندو دوست باور پیم چرن ناگ نے حضرت کرشن کی زندگی اور آپ کی تعلیم و تہذیب کی جس میں انہوں نے مبتدا تا آخر شری کرشن جی جہاں سچ کی تعلیم ہی تھی۔ کہہ سچائی کو اپنا بنا جاتے۔ اور ہر دوسرے مذہب کی عزت کی جاتے نیز کسی کو بھی حقارت اور ذلت کی نگاہ سے نہ دیکھا جائے۔

اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ اور بابرکت تعلیم پر خاکسار نے تقریباً نصف گھنٹہ تقریر کرتے ہوئے..... بتایا کہ کفار کو نے آپ سے اور آپ کے صحابہ کرام سے جو سولہ گناہ انتہائی ظالمانہ تھا نیزہ رسالت تک آپ کو اور آپ کے صحابہ کرام کو نہ کہہ میں مستحبابا گئی۔ کھڑے بے گھر کیا گیا۔ وہیں سے بے دھن کیا گیا گندآپ پر لگائے گئے۔ پتھر پھینکے گئے۔ انیس کے آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو موت کے مزین دیکھنے کی کوشش کی گئی۔ قتل کی سازش کی گئی۔ مسلمان خودوں کی مشرکوں میں جیسیے مارا کر کار ہاگوں کو چہرے پر کھانسی بے دھک سے مارا گیا۔ دیکھتے ہوئے انکاروں پر صحابہ کرام کو لٹا پٹا گیا۔ روسی ہانڈھ کر سب کی تہی مونی دیت اور کوہرے پتھروں پر سے کھینٹا گیا۔ غرض فیک کفار کو نے ظلم و ستم کے پیارا آپ پر ڈھائے۔ مگر جب آپ نکاحاً نہ طور پر کہیں داخل ہوتے تو کئی کو کاٹنے ہوئے آپ کے سامنے آئے انہیں خوف تھا کہ آج ہمارے ظلم نقدی کا بدلہ فرما لیا جائے گا۔ آپ نے بڑی ذرا عقلی سے ساقا انہیں یہ کہہ کر

معاذ زیادہ لاکھ لاکھ شریب علیکم السلام یعنی جس دن آج تم پر کی سزائیں نہیں۔

خاکسار کی تقریر کے بعد محرم مولوی سید نظام پوری صاحب نے اپنی مختصر تقریر میں حضرت کرشن کی وارہ میں... پچھیں میں ناگھن چوہے اور گویا ان کی صفات کی ایسی لعین تشریح کی۔ جس کے پیش نظر آپ پر فائدہ اعترافات خود بخود دور ہو جائیں۔ اسی طرف آپ کے باشری جانے کی تشریح میں بتایا کہ اس کا مطلب یہ لگتا کہ آپ کی تعلیم و تہذیب برائی و نکوش تھی کہ لوگ خود بخود آپ کی طوٹ مائل ہوتے جاتے تھے۔

بعد ازاں ایک محرم کا بھائی کس لکڑی باور چندر سیکھ محرم نے تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ اعلیٰ کے اعتبار سے کسی نبی کی تعلیم بھی قابل امتزاج نہیں۔ جو انہی کا نانا دور ہوتا جاتا ہے۔ تو ان کی تعلیم کو بولا جائے تختے نہیں کے کلام میں استعارے پائے جاتے ہیں۔ مگر بعد میں لوگ اپنی نا سچھی سے اس کو ایسا بگاڑ کر پیش کرتے ہیں کہ ایک آدمی سا دھبی بات بھی امتزاج میں جاتی ہے مثال کے طور پر مورتی پوجا ہے۔ حالانکہ کسی نبی سے مورتی پوجا کی تعلیم نہیں دی۔ مگر لوگ اپنی نا سچھی اور کوتاہ فہمی کی بنا پر پھرتے بہت ہمزیرہ کو پڑھنے لگتے ہیں۔ میں چاہیے کہ ہم ایک خدا کو پرہیں اور اسی سے مدد چاہیں تاہماری دعاؤں پر سے اور آپ میں اتفاق و اتحاد قائم ہو۔ نیز آپ نے اس قسم کے جلسوں کے انعقاد پر خوشی کا اظہار فرمایا۔

آخر میں صدر محرم جناب مولانا مولوی بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے تقریباً پندرہ من کی جو بڑی سچھی سے سنی گئی۔ آپ نے ایک جانتے خطاب میں فرمایا کہ اسلام نے اسی تعلیم دی ہے جس کے ذریعہ ہر طرف سے نقتہ و فدا کی بیخ کنی ہو کر ساری دنیا میں باہار امن قائم ہو جاتا ہے۔

و لکن قویہ ہاذا افتخروا ان من اسما الاخلاص یعنی انہیں دیکھو کہ انہیں ان کی بات کی بے رحمی سے مستعدا لگتے ہوئے بتایا کہ قرآن کریم جس میں تعلیم دیتے ہیں کہ ہر قوم اور مذہب میں ہی گزرے ہیں اور اسی پاک تعلیم کے ماتحت ہم حضرت

راحمند و... حضرت بھڑو... حضرت کرشن... حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اللہ تعالیٰ کے سچے اور پاک نبی یقین کرتے ہیں۔ یہ ہمارے قرآن کی تعلیم ہے جس کو حضرت محمد مصطفیٰ نے لے کر دنیا میں آئے۔ لیکن برہمنوں سے مسلمان اس تعلیم کو چودہ سو سال کے خیر میں بھول چکے تھے۔ مگر زمان حال میں ایک نبی خدا دیان کی مبارک سرز میں ہیں۔ جو جوت ہڑا جس کا نام نامی اسم گرامی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی خلیفہ اسلام ہے اس نے اگر وہ بارہ میں قرآن کی تعلیم پوچھی یا اور اس نے بتایا کہ وہ لکھی قوم ہے۔ ان کے ماتحت ان نبیوں پر بھی ہیں ایسا ان نافرودی ہے۔ جو مختلف زمانوں مختلف اقوام اور مختلف ممالک میں گزرے ہیں۔ نیز اسی سلسلہ میں حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث بھی پیش فرمائی جس میں حضور نے فرمایا۔ سے کہ ہندوستان میں ساڑھے دو لاکھ کے گھنٹا نام کے ایک نبی گزرے ہیں۔ جب حضرت مرزا صاحب نے یہ اعلان کیا کہ حضرت کرشن خدا کا نبی تھا تو نادان عوام اور اوس وقت کے لوگوں نام نہاد "طمان" نے غریب و غنیمت میں اندھے ہو کر آپ پر کڑھ کھائے لگے۔

لیکن حضرت مرزا صاحب نے قرآن کریم اور حدیث کی روشنی میں جو تعلیم دنیا کے سامنے پیش کی۔ آج دنیا کو سامنے پر مجبور ہے۔ درحقیقت اس نیکو کوٹنے بجز دنیا پر۔ اس قسم پر ہی نہیں سکتا۔ تقریباً کوہاری رکھتے ہوئے فاضل مفتوی نے دنیا کو دنیا میں امن قائم کرنے کی دوسری صورت بتائی ہے کہ دشمن سے جس سلوک کیا جائے۔ چنانچہ آنحضرت صلعم کے اسوہ حسنہ کے مندرجہ ذیل حواجیات پیش کر کے بتلایا کہ دشمن سے آپ نے کبھی بھی بدول نہیں کیا۔ یہی کفار کے برہمن کے مظالم پر درگزر کرتے ہوئے عفو و احسان کے کام لیا۔

فاضل مقرر کی تقریر جو صدی کی زبان میں تھی اور گاہے تو غصے سن کر شادک پڑھنا سارے عین کے لئے بڑی دلچسپی کا موجب ہوا۔ جلسہ کا انتظام جماعت احمدیہ سوگھڑہ نے ہر کے کمانڈے پر ایک باغ میں کیا تھا جس میں مدد دست بھی لکھند نامی تعداد میں حاضر تھے۔ البتہ فرما چوہ دست معدودے چند تھے وہاں سے کمانڈے تھے انہیں بھی ہر سے سلفہ مکر اسلام کی شان کو بڑھانے اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے نام کو انکسار عالم میں بھیلانے اور غلہ ڈا دھکے نام کو بھند کر کے لاقین عطا فرمائے اور انکی غلط فہمی کو دور کر کے آئین تم آمین۔

وقت پانچ بجے تمام بے کوفیوں نے قدم پڑھنا۔ الحمد للہ غلہ ڈا دھکے ناکہ دیکھ کر مولوی مبلغ محرم نے جی ہائز میں بے کوفیوں

سوگھڑہ میں ایک تربیتی جلسہ

روزہ ۱۴۰۴ھ فروری سہ ماہی کے روزانہ اوقات میں جمعہ اور جمعہ زیر سعادت جناب مولانا مولوی بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے تقریباً نصف گھنٹہ تقریر کرتے ہوئے... بتایا کہ کفار کو نے آپ سے اور آپ کے صحابہ کرام سے جو سولہ گناہ انتہائی ظالمانہ تھا نیزہ رسالت تک آپ کو اور آپ کے صحابہ کرام کو نہ کہہ میں مستحبابا گئی۔ کھڑے بے گھر کیا گیا۔ وہیں سے بے دھن کیا گیا گندآپ پر لگائے گئے۔ پتھر پھینکے گئے۔ انیس کے آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو موت کے مزین دیکھنے کی کوشش کی گئی۔ قتل کی سازش کی گئی۔ مسلمان خودوں کی مشرکوں میں جیسیے مارا کر کار ہاگوں کو چہرے پر کھانسی بے دھک سے مارا گیا۔ دیکھتے ہوئے انکاروں پر صحابہ کرام کو لٹا پٹا گیا۔ روسی ہانڈھ کر سب کی تہی مونی دیت اور کوہرے پتھروں پر سے کھینٹا گیا۔ غرض فیک کفار کو نے ظلم و ستم کے پیارا آپ پر ڈھائے۔ مگر جب آپ نکاحاً نہ طور پر کہیں داخل ہوتے تو کئی کو کاٹنے ہوئے آپ کے سامنے آئے انہیں خوف تھا کہ آج ہمارے ظلم نقدی کا بدلہ فرما لیا جائے گا۔ آپ نے بڑی ذرا عقلی سے ساقا انہیں یہ کہہ کر

روزہ ۱۴۰۴ھ فروری سہ ماہی کے روزانہ اوقات میں جمعہ اور جمعہ زیر سعادت جناب مولانا مولوی بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے تقریباً نصف گھنٹہ تقریر کرتے ہوئے... بتایا کہ کفار کو نے آپ سے اور آپ کے صحابہ کرام سے جو سولہ گناہ انتہائی ظالمانہ تھا نیزہ رسالت تک آپ کو اور آپ کے صحابہ کرام کو نہ کہہ میں مستحبابا گئی۔ کھڑے بے گھر کیا گیا۔ وہیں سے بے دھن کیا گیا گندآپ پر لگائے گئے۔ پتھر پھینکے گئے۔ انیس کے آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو موت کے مزین دیکھنے کی کوشش کی گئی۔ قتل کی سازش کی گئی۔ مسلمان خودوں کی مشرکوں میں جیسیے مارا کر کار ہاگوں کو چہرے پر کھانسی بے دھک سے مارا گیا۔ دیکھتے ہوئے انکاروں پر صحابہ کرام کو لٹا پٹا گیا۔ روسی ہانڈھ کر سب کی تہی مونی دیت اور کوہرے پتھروں پر سے کھینٹا گیا۔ غرض فیک کفار کو نے ظلم و ستم کے پیارا آپ پر ڈھائے۔ مگر جب آپ نکاحاً نہ طور پر کہیں داخل ہوتے تو کئی کو کاٹنے ہوئے آپ کے سامنے آئے انہیں خوف تھا کہ آج ہمارے ظلم نقدی کا بدلہ فرما لیا جائے گا۔ آپ نے بڑی ذرا عقلی سے ساقا انہیں یہ کہہ کر

روزہ ۱۴۰۴ھ فروری سہ ماہی کے روزانہ اوقات میں جمعہ اور جمعہ زیر سعادت جناب مولانا مولوی بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے تقریباً نصف گھنٹہ تقریر کرتے ہوئے... بتایا کہ کفار کو نے آپ سے اور آپ کے صحابہ کرام سے جو سولہ گناہ انتہائی ظالمانہ تھا نیزہ رسالت تک آپ کو اور آپ کے صحابہ کرام کو نہ کہہ میں مستحبابا گئی۔ کھڑے بے گھر کیا گیا۔ وہیں سے بے دھن کیا گیا گندآپ پر لگائے گئے۔ پتھر پھینکے گئے۔ انیس کے آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو موت کے مزین دیکھنے کی کوشش کی گئی۔ قتل کی سازش کی گئی۔ مسلمان خودوں کی مشرکوں میں جیسیے مارا کر کار ہاگوں کو چہرے پر کھانسی بے دھک سے مارا گیا۔ دیکھتے ہوئے انکاروں پر صحابہ کرام کو لٹا پٹا گیا۔ روسی ہانڈھ کر سب کی تہی مونی دیت اور کوہرے پتھروں پر سے کھینٹا گیا۔ غرض فیک کفار کو نے ظلم و ستم کے پیارا آپ پر ڈھائے۔ مگر جب آپ نکاحاً نہ طور پر کہیں داخل ہوتے تو کئی کو کاٹنے ہوئے آپ کے سامنے آئے انہیں خوف تھا کہ آج ہمارے ظلم نقدی کا بدلہ فرما لیا جائے گا۔ آپ نے بڑی ذرا عقلی سے ساقا انہیں یہ کہہ کر

لِيُظَاهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كَلِمَةً

از محترم جناب تاج محمد علی صاحب الدین صاحب اکمل

ہر طرف کفر است جو شال پچھا افواج یزید
 احمدی نیکے فقط لے کر علم اسلام کا
 اور کر سکتے نہیں اسلام کا جھنڈا بلند
 عیش میں سرگرم ہیں کیا فخر علم اسلام کا
 جو مسلمان نام کے ہیں وہ نہیں میں کام کے
 ہاں عرب اسلام کا ہے اور عجم اسلام کا
 بس سے پہلے پیر کی اڑائی ہے لے ہو انتباہ
 پھٹے والے اسی کے سر پہ علم اسلام کا
 پیشگوئی پوری ہوگی یہ امام وقت کی
 بھرنے والے ہیں تمام انسان جو اسلام کا
 مال و جہاں دے کر خرید لینے والی کی رضا
 اور دعاؤں سے کرو قائم بھرم اسلام کا
 ہر طرح محفوظ ہے اکمل حصار دین حق
 تا ابد لے گا اس پر علم اسلام کا

سیدنا حضرت احمد قادیانی علیہ السلام

از محترم مولوی معتمد الدین احمد صاحب الدین صاحب اکمل

انھوں نے آسمان کے درپے
 وہ طور و چراگی اداؤں کا جو ہم
 وہ عرفانِ یزدان میں نقل محمد
 وہ پیرِ نبوت کا ماہِ منور
 وہ برجِ سعادت کا مہر و خشاں
 وہ جانِ شریعت وہ روحِ طریقت
 سنوا گیا وہ مسیحائے ثانی
 وہ عہدِ محبت کی زندہ نشانی
 وہ ایمانِ ایزد میں یسین ثانی
 وہ فرقِ دلایت کا تاجِ کیانی
 وہ درجِ حقیقت کا لعلِ بیانی
 وہ اقلیمِ غمت کا صاحبِ جفرانی

وہ عیسیٰ وہ مہدی وہ محبوبِ ملت
 وہ شاہِ جہاں احمد قادیانی

الْمَسِيحُ الْمَوْعُودُ

از محترم مولوی احمد رشید قاسم الابداری معلم مولیٰ نائل کلاں پانچ

وَلَا خَيْرَ فِي التَّنْظُرِ بِحَدِّ الْعَبْرَةِ
 عبرت حاصل کر لیں بعد از پیر سچے ہر کوئی فریب سے
 تَلَاذِيْبَ مَوْجُوْدًا نَا قَرَسَل
 بیک ہمارا خوردہ کا زول اور ہی ہے
 عَنَّا جِبْتِ الْهَيْبَةِ وَجِدَّةُ
 جب وہ خود تعالیت پرین کر رہی اور وہ غشا اور لغز میں اذہر اذہر ہے جیسے ہدی و مظلوم ہے
 وَجِدَّ الشَّرَّامُ عَلَى كَلِمَتِهِمْ
 تمام لوگوں پر لڑنے کے مستند تسم کے معنی ہیں لائے ہر قسم میں نے ان پر میں اور ہر دم کہ میں تھان پر ہی
 وَزَالَتْ خِلَافَتُهُمْ اَوْرَشَت
 اور سوچے رہتے ان کا اختلاف ہر پہلو گیا
 فَخَلَدَ يَبْقَى مِمَّنْ مَضَى قُدْوَةً
 اور زندگی کے سبب ہر ماہ سے پانچ ان سے
 وَكَلِمَاتُ الْاٰبِئْنَ مَرْيَمَ مِنْ
 اور صرف ابن مریم ہی پھر باقی نہ رہے جو ہر قسم کا میری سے لے کر اور قافہ کا ماضی کے لیے جیسے
 هُوَ الْعِلْمُ الْمَسَاعِدَةُ اسْتَجِدَّتْ
 ہیں یہی اس گوی کا شان ہے جن میں فلاں ہی باگ
 وَجِي زُخْرُفٍ تَقْدَرُ اَلْوَتُ الَّذِي
 مہرہ زخرف لہا۔ مہا مہرہ بن مریم مثلاً آپ ہی ہوں۔
 بِرُكُلَةِ السَّاعَةِ اسْتَفْرَجَتْ
 ہر خوردہ زلزلہ اس آفت میں ہونگی زلی کی خوبیاں اور میں ہوں باقی ظاہر ہو جائیں گی۔
 فَمَا لِي اَرِي الْقَلْبَ لَا يَصْنَعُ
 کیا بات ہے سرچھو دے۔ دل ہی قبول کرتا۔
 فَسَعَى قَلْبُ هُوَ يَجْحَدُنَا
 ہدی و لوگوں کا دل حریفِ قلب کی توجہ ہونے سے۔
 وَكَانَتْ كَالْفَتْنِ مِنْ مَخْرُ
 اور ان کا فخر قسم ہی ہا نہیں رہا
 وَفَتْنَى الْخِلَافَةِ فَيَنْكُرُ عُمَرَ
 اور خلیفہ ثانی عمر ہیں
 فَا نْتُمْ اَحَدٌ كَمَا اَنْتُمْ
 حضرت محمد علیہ السلام ہر فرد اللہ ہے ان کا پیر ہر قبول کرنے میں تم واقع ہیں
 اِذَا مَا تَلَا الشَّمْسُ مِنْ جَنَسْتُمْ
 جب وہ تمہاری جنس محمد مسلم کے شان ہوتے

وعدہ جات حیندہ ترکیب جدید

جو ہر قسم کو زندہ رکھنے کی طرف سے فروریہ ایات اور لارم وندہ جات حیندہ ولف جدید
 ہا ہندہ سٹائلز یہ مجھو اسے کے تھے لیکن اہم حکمت ہی جانتوں کو طرف سے وندہ ہا
 معمول نہ ہوتے۔ لہذا جو عدہ صاحبان جانتے ہا ہے اور ہندوستان کی خدمت ہو گا اور
 ہے کہ وہ لارم وندہ جات حیندہ وندہ جدید بلکہ ہندوستان کے ارسال فرما دیں۔
 انکارج وقت جدید انجمن احمدیہ قادیانی

نئی زمین اور نیا آسمان

(بقیہ صفحہ ۳۰)

کے مخالفین کے برعکس ایک نیا نصیب جو زمین پرورد کرتے رہے۔ ہمیں چھوڑ کر آج کے اس عرصے کا تسلیم کیا اعتراف کیا جائے۔۔۔۔۔

۱۔۔۔۔۔ مرنا صاحب کا لٹریچر جو مسیحوں اور آریوں کے مقابلے پر ہے یہ ٹھیک نہیں آیا۔ قبول عام کی سزا حاصل کر چکا ہے۔۔۔۔۔ آئندہ امید نہیں کہ ہندوستان کی مذہبی دنیا میں اس شان کا شخص پیدا ہوگا۔

۲۔۔۔۔۔ دہلی کے اخبار نگاروں نے "بیت روزہ" کے ایڈیٹر مرزا جوت دہلوی لے لیا۔ "مرحوم کی وہ اعلیٰ خدمات جو اُس نے آریوں اور مسیحوں کے مقابلے میں کی ہیں۔ وہ وہاں بہت ہی توفیق کے مستحق ہیں ان کے مناظرہ کا باہر کا ہر لنگ ہی بدل گیا۔ اور ایک ہیڈ لٹریچر کی نسبتا و ہندوستان میں قائم کردہ مذہبی حیثیت ایک مسلمان ہونے کے بعد توفیق ہونے کے اس اہتمام سے بڑے آہ اور بڑے سے بڑے پادری کو یہ مجال نہ تھا کہ وہ مرحوم کے مقابلے میں زبان کھول سکتا۔

۳۔۔۔۔۔ رکن گزٹ دہلی کی چونکہ "بیت روزہ" کے ایڈیٹر اور اب علامہ نیاز لٹریچری ایڈیٹر مسلمان لٹریچر کے سرگرم رہنے والے ہیں۔

زندگی کا احساس پیدا ہوا اور ایک مستقل عقیدت میں گیا۔ دیکھا کہ "بیت روزہ" اور "بیت" (دہلی) بڑے بڑے غیر معمولی عزم و استقلال کا صاحب زات و بصیرت انسان تھا۔ جو ایک خاص باطنی قوت اپنے ساتھ لایا تھا۔ اور اس کا دھوئے تہجد و جدیدیت کوئی چادر ہر بات نہ تھی۔ "اس میں کلام نہیں کہ اجنبی نے یقیناً اخلاق اسلامی کو دوبارہ زندہ کیا۔ اور ایک ایسی جماعت پیدا کر کے دکھائی۔ جس کا نمونہ مرحوم یقیناً آئندہ نیا کاربند بن سکتے ہیں۔"

دیکھا کہ "بیت روزہ" نے مذکورہ بالا اعتراف اور اس امر پر رضامندی حاصل کی ہے۔ کہ وہ انقلابی لیڈر۔ وہ مرد کا وہ عقیدت نگار ہوا اور وہ الام احمدی میں وقت گزار رہا ہے۔ اور اس کے چہرے پر نہایت ہی ایک عظیم الشان روحانی انقلاب آیا۔ ایک نئی زمین اور نیا آسمان بنا رہا۔ اس نے اپنی بعثت و آمد کے مقاصد کو بھروسہ دیا اور کیا۔ اسلامی بتری دیکھا اور یہاں پر نہ صرف دماغی و دماغی سے ظاہر ہوئی بلکہ عقائد کے تازہ بہ تازہ ذہنی و آسمانی نشانات لے بھی اسلام کی حقیقت اور اس کی زندگی دینیان پر ہمیشہ توفیق کی ہے۔ اس وقت وہ مرقا کی کہ "بیت روزہ" کے ساتھ آیا۔ مگر مولوی اور مولوی صاحبان کو اس کو کشفیافت کرنے کی نصیحت "معاصل نہ ہو سکی۔ انہوں نے نہ صرف اُس کا ہکا بکا کر لیا بلکہ انکار پر اصرار کیا اور کہنے لگے "یہ جاسے ہی۔ اس مرد کمال کے" مقدس شخص نے نقصان پہنچانے سے مختلف منصوبے کیے۔ مخالفین نے کئے۔ مگر وہ اپنے دیکھتے ہی جتنے اُن سب کو نام و نشان دیکھا۔ اسے انسانی ان کا دماغ کی تپ ہوئی تھی۔

میں نے مرد کمال اور امام احمدی کے منتظر و راز دانہ اور اس مقدس امام کی شہر آواز کو سنا اور اُس پر دیکھ کر ہر قسم کے ڈر اور ڈرنا مٹ گیا۔ وہاں وہاں کی دادی کی تپ ہوئی تھی۔

۴۔۔۔۔۔ وہاں وہاں کی تپ ہوئی تھی۔ وہاں وہاں کی تپ ہوئی تھی۔ وہاں وہاں کی تپ ہوئی تھی۔

دورہ مبلغین جماعت ہائے ہند

۱۔ مارچ میں رمضان المبارک کی دو کے مبلغین کے دورہ نہیں کرایا جاسکا۔ اب ہندو ذہلی مبلغین عید الفطر کے بعد ہندو ذہلی مبلغین کا دورہ کر رہے ہیں۔ وہ چھ ماہوں میں قابل کارروائی، تبلیغی، تربیتی اور مالی امور کی تعین کریں گے۔ جمہور مخالفین کے عہدہ داروں سے برطرف تعلق کی درخواست کی جا رہی ہے۔ مناسب ہوگا کہ جماعتیں مبلغین کی آمد پر جلسوں کا انتظام کریں۔ یہ دورہ ۱۵ ایک کے لئے ہے۔ جماعتیں مبلغین سے مدد کی نہیں کر رہیں۔ اللہ تعالیٰ اس دورہ کے بہترین نتائج برآورد فرمائے اور اس کو زیادہ سے زیادہ ترقی جماعت کا باعث بنائے۔ آمین۔

- ۱۔ مرحوم مولوی محمد علی صاحب فاضل مبلغ دہلی۔ برائے جماعت ہائے سادھن۔ صاحب نگر۔ اہلہندہ جگہ پور۔ لکھنؤ۔ بریلی، شہا پور، پور، اور لکھنؤ۔
- ۲۔ مرحوم مولوی بیٹا احمد صاحب فاضل مبلغ لکھنؤ۔ برائے جماعت ہائے احمدیہ آسام۔
- ۳۔ مرحوم مولوی سرور علی صاحب مبلغ ٹھٹکڑہ۔ برائے جماعت ہائے لکھنؤ۔ پور۔
- ۴۔ مرحوم حکیم محمد امین صاحب مبلغ سید آباد۔ جماعت ہائے مسیورہ آندھرا۔
- ۵۔ مرحوم مولوی عبدالحق صاحب فاضل مبلغ راجی برائے جماعت ہائے بہار۔
- ۶۔ مرحوم مولوی شیخ حمید اللہ صاحب مبلغ سریشک۔ برائے جماعت ہائے کشمیر اور علی صاحب عید سے قبل دورہ شروع کریں گے ہا
- ۷۔ مرحوم مولوی حکیم محمد سعید صاحب مبلغ پادکوت برائے جماعت ہائے پرتگالہ و حکیم صاحب عید سے قبل دورہ شروع کریں گے۔ مناظر دعوت و تبلیغ تادیان

درخواست دعا

مورخہ ۱۱ فروری کو اللہ تعالیٰ نے ہمنے اپنے فضل سے اس عاجز کو لڑکی عفتا فری بیگمنا حضرت اقدس نے نعت۔ "ایح القدی ابہ اللہ تعالیٰ نے" مسیورہ ہم تحریر فرمایا۔ عزیزہ کی ولادت کے موقع پر گوارا کیا ہونے کے باعث ایک فراموشی نادان عورت نے غافلانہ سوچ کر کہ "مورخہ اور اس کا نامہ کو تکلیف پہنچائی جس کے باعث وہ فون کی خدمت خراب ہے اس نے سہا پور جماعت کا پورا اندازہ ہے کہ دونوں کا ولادت اور دوا کی عمر کے ۳۳ دفا فرمائیں۔ ناکارہ اور مفادہ میں سلسلہ مقیم اور ہند

قتل حسین و کردار مزید

(بقیہ صفحہ ۳۰)

جس کی اصلاح و مدافعت کے لئے "حقیقت" کے مختلف درجات کا لٹریچر جو کتاب سے متعلق ہے "انداز بریدیت" کے لئے لٹریچر کی بعثت میں بھیجی ہوئی ہے۔ میرے اس نظریہ پر آپ کا ایک اہم اجازت منہ میزید دن شاید ہے۔ آپ نے اپنی کتاب میں تعلق حسین کو "حقیقت" سے بھی مماثلت دی ہے اور شیعوں کے "انداز بریدیت" کو بھی "حقیقت" سے بھی مماثلت دی ہے۔ اہل مسیحیت نے اپنے انداز بریدیت میں "حقیقت" کو "حقیقت" سے بھی مماثلت دی ہے۔ اہل مسیحیت نے اپنے انداز بریدیت میں "حقیقت" کو "حقیقت" سے بھی مماثلت دی ہے۔

نسبت اپنی زبان پر لہنا ہے۔ وہ اپنے ایمان کو کشف کرنا ہے۔ اہل بیت اور ائمہ اثنی عشرت سے ہے حضرت اسلام کا اعلان حق۔ اس کے علاوہ آپ نے اپنی کتاب میں "حقیقت" سے بھی اس سلسلہ سے بحث کی ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہما حضرت فاطمہ زہرا اور حضرت حسین کے فضائل و مناقب کو بیان کیا ہے۔ اہل مسیحیت نے اپنے انداز بریدیت میں "حقیقت" کو "حقیقت" سے بھی مماثلت دی ہے۔ اہل مسیحیت نے اپنے انداز بریدیت میں "حقیقت" کو "حقیقت" سے بھی مماثلت دی ہے۔

قتل حسین میں امداد کی باقتل سے راضی ہوا وہ خدا اور کے رسول کا گناہ ہے۔ (بقیہ صفحہ ۳۰)

۴۔ وہاں وہاں کی تپ ہوئی تھی۔ وہاں وہاں کی تپ ہوئی تھی۔ وہاں وہاں کی تپ ہوئی تھی۔

۱۹۱۰ء کے پہلے دو ماہ میں

مرکزی عیدہ "نشر و اشاعت" کی کارگزاری

انگریزوں سے مل کر ہندوستان میں اسلام اور مسلمانوں کی ترقی کے لیے

کتاب و ترغیب کا قابل اشاعت نفاذ کے لیے ہندوستان میں اسلام اور مسلمانوں کی ترقی کے لیے ہندوستان میں اسلام اور مسلمانوں کی ترقی کے لیے...

۱۔ جماعت احمدیہ علامہ نیلا صاحب فخری کی نظر میں رہ جائے گی۔ (The Latest Message of the Message of Peace)

۲۔ پیغام صلح ہندی۔ یہ نیشنل پانچ پانچ ہزار ایک تعداد میں شائع ہوئے ہیں۔ احباب دو فرما جائیں کہ ان کا کتب خانہ

ماہ جنوری و فروری ۱۹۱۶ء میں مرکزی شہد شہزاد اشاعت نفاذ و دعوت تبلیغ کی طرف سے تقسیم و ترسیل لٹرچر کا سلسلہ سب سابق جاری رہا اس کا گوشہ دار درج ذیل ہے۔ اس لٹرچر میں سابقین جماعت ہائے احمدیہ ہند، آزاد جماعت کے علاوہ دلچسپی لینے والے غیر مسلم و غیر احمدی سناؤ خواہ وہ کچھ اور بھی مخالف ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اس سے اپنے نتائج مل سکیں۔

گوشہ دار تقسیم و ترسیل لٹرچر از اشاعت دعوت و تبلیغ تہذیبان بابت ماہ

جنوری و فروری ۱۹۱۶ء

Table with 3 columns: No., Title, and Date. Lists various religious and educational materials distributed in January and February 1916.

وصیت

مذہب ذہلی وصیت مورخہ ۱۸ فروری ۱۹۱۶ء کے پانچویں منظرہ اشاعت ہو چکی تھی۔ اسے دوبارہ منظرہ کی جاتی ہے لڑکی کو ہرگز اس میں کوئی دخل نہ ہو اور نہ کوئی اصلاح دیں۔

نمبر ۳۲۶ ۱۹۱۶ء کے منظرہ رمضان راقہ درود ہر ماہ ختم مسلمان پندرہ نصابی لٹریچر سالانہ بیعت ۱۹۱۶ء کے منظرہ رمضان راقہ درود ہر ماہ ختم مسلمان پندرہ نصابی لٹریچر سالانہ...

۱۔ جماعت احمدیہ علامہ نیلا صاحب فخری کی نظر میں رہ جائے گی۔ (The Latest Message of the Message of Peace)

۲۔ پیغام صلح ہندی۔ یہ نیشنل پانچ پانچ ہزار ایک تعداد میں شائع ہوئے ہیں۔ احباب دو فرما جائیں کہ ان کا کتب خانہ

۱۔ جماعت احمدیہ علامہ نیلا صاحب فخری کی نظر میں رہ جائے گی۔ (The Latest Message of the Message of Peace)

۲۔ پیغام صلح ہندی۔ یہ نیشنل پانچ پانچ ہزار ایک تعداد میں شائع ہوئے ہیں۔ احباب دو فرما جائیں کہ ان کا کتب خانہ

۱۔ جماعت احمدیہ علامہ نیلا صاحب فخری کی نظر میں رہ جائے گی۔ (The Latest Message of the Message of Peace)

۲۔ پیغام صلح ہندی۔ یہ نیشنل پانچ پانچ ہزار ایک تعداد میں شائع ہوئے ہیں۔ احباب دو فرما جائیں کہ ان کا کتب خانہ

۱۔ جماعت احمدیہ علامہ نیلا صاحب فخری کی نظر میں رہ جائے گی۔ (The Latest Message of the Message of Peace)

۲۔ پیغام صلح ہندی۔ یہ نیشنل پانچ پانچ ہزار ایک تعداد میں شائع ہوئے ہیں۔ احباب دو فرما جائیں کہ ان کا کتب خانہ

۱۔ جماعت احمدیہ علامہ نیلا صاحب فخری کی نظر میں رہ جائے گی۔ (The Latest Message of the Message of Peace)

۲۔ پیغام صلح ہندی۔ یہ نیشنل پانچ پانچ ہزار ایک تعداد میں شائع ہوئے ہیں۔ احباب دو فرما جائیں کہ ان کا کتب خانہ

۱۔ جماعت احمدیہ علامہ نیلا صاحب فخری کی نظر میں رہ جائے گی۔ (The Latest Message of the Message of Peace)

۲۔ پیغام صلح ہندی۔ یہ نیشنل پانچ پانچ ہزار ایک تعداد میں شائع ہوئے ہیں۔ احباب دو فرما جائیں کہ ان کا کتب خانہ

۱۔ جماعت احمدیہ علامہ نیلا صاحب فخری کی نظر میں رہ جائے گی۔ (The Latest Message of the Message of Peace)

۲۔ پیغام صلح ہندی۔ یہ نیشنل پانچ پانچ ہزار ایک تعداد میں شائع ہوئے ہیں۔ احباب دو فرما جائیں کہ ان کا کتب خانہ

۱۔ جماعت احمدیہ علامہ نیلا صاحب فخری کی نظر میں رہ جائے گی۔ (The Latest Message of the Message of Peace)

۲۔ پیغام صلح ہندی۔ یہ نیشنل پانچ پانچ ہزار ایک تعداد میں شائع ہوئے ہیں۔ احباب دو فرما جائیں کہ ان کا کتب خانہ

۱۔ جماعت احمدیہ علامہ نیلا صاحب فخری کی نظر میں رہ جائے گی۔ (The Latest Message of the Message of Peace)

۲۔ پیغام صلح ہندی۔ یہ نیشنل پانچ پانچ ہزار ایک تعداد میں شائع ہوئے ہیں۔ احباب دو فرما جائیں کہ ان کا کتب خانہ

۱۔ جماعت احمدیہ علامہ نیلا صاحب فخری کی نظر میں رہ جائے گی۔ (The Latest Message of the Message of Peace)

۲۔ پیغام صلح ہندی۔ یہ نیشنل پانچ پانچ ہزار ایک تعداد میں شائع ہوئے ہیں۔ احباب دو فرما جائیں کہ ان کا کتب خانہ

۱۔ جماعت احمدیہ علامہ نیلا صاحب فخری کی نظر میں رہ جائے گی۔ (The Latest Message of the Message of Peace)

۲۔ پیغام صلح ہندی۔ یہ نیشنل پانچ پانچ ہزار ایک تعداد میں شائع ہوئے ہیں۔ احباب دو فرما جائیں کہ ان کا کتب خانہ

۱۔ جماعت احمدیہ علامہ نیلا صاحب فخری کی نظر میں رہ جائے گی۔ (The Latest Message of the Message of Peace)

حضرت چودہری فتح محمد ضیالی کی وفات پر لوکل انجمن احمدیہ قادیان کی قرارداد تہنیت

لوکل انجمن احمدیہ قادیان کو حضرت چودہری فتح محمد صاحب سیال کی وفات پر بہت بے حد افسوس ہوا۔ انا اللہ وانا الیراجعون۔ حضرت چودہری صاحب مرحوم نے زندگی بھر اپنی دنیا سے قطعاً غائبانہ حقیقت پر گور کر کے اور انہیں کامیابی کے ساتھ نبھا کر جماعت میں ایک خاص مقام حاصل کر لیا تھا۔ ان خدمات میں ان کے انفرادی ارادت اور عقیدت کے مترادف نے انہیں ایک کامیاب مبلغ ایک بالغ نظر ایک پر تاثیر سفر بنا دیا تھا یہی وجہ تھی کہ آپ نے جہاں آنکھ دکھائی وہاں اپنی خدمات میں بیحد شہرت کی ایک مستقل اور مستطاب بننا دیا تھا۔ وہاں مکان کے علاوہ میں تحریک شریعہ کا مقابہ کرنے والے زندانِ احقریت کے آگے بڑھنے سے لڑا تھا۔ وہاں ہی وہ غور و فکر و تبلیغ اور نظریات کی حیثیت سے آپ نے ایک نئے عرصہ تک بھر محنت اور فطرت کے ساتھ خدمات انجام دیں ایک زمانہ ایسا ہی آیا کہ ان خدمات کی ادائیگی میں آپ کو تیرہ ہند کی مسرت تھی برادرتی کے بھی ممبروں کا استعجاب دینا پڑا اور آپ اس میں پوری طرح کامیاب رہے۔

آپ کی بہتر بل شان خدمات کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑی شرف قبولیت حاصل ہوا کہ آپ کی نشاد حضرت خلیفۃ اولیٰ رضی اللہ عنہ کی نواسی سے ہوئی اور آپ کے فرزند چودہری ناصر محمد صاحب سیال کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (ابوہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) کی دامادی کا علیہ الشان شرف حاصل ہوا۔ آپ نے مدتِ عمر تک سلسلہ غالب احمدیہ کے اہم عہدوں پر فائز ہونے کے باوجود اپنی مخصوص سادگی کو قائم رکھا اور اہل اس اربے نفسی کا قابل تقلید نمونہ قائم کیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی رحمت کے جواریں بلند مقام عطا فرمائے۔ اور آپ کے تمام متعلقین کو مہربان اور درمنا بقضاء کی توفیق بخشے۔

لوکل انجمن احمدیہ قادیان آپ کی وفات پر سیدنا حضرت امیر خلیفۃ المسیح الاولیٰ علیہ السلام کے علاوہ افاضان حضرت مسیح موعود علیہ السلام مرحوم کے تمام بھائی بھانجوں اور ساری جماعت احمدیہ سے دل برداری اور تہنیت کا اظہار کرتی ہے۔
خاکسار چودہری فیض احمد نگر قادیان
جنرل سیکریٹری لوکل انجمن احمدیہ قادیان

قرارداد تہنیت بر وفات حضرت چودہری فتح محمد ضیالی ایم۔ اے

ناظر اصلاح و ارشاد

(مناوب تحریک ہدیہ انجمن احمدیہ - اردو)

تحریک ہدیہ انجمن احمدیہ پاکستان کو یہ پرمحل اجلاس چودہری فتح محمد صاحب سیال ایم۔ اے کی ایک وفات مسرت آیت پر اٹھائی دل سے سلام کا اظہار کرتا ہے۔ انا اللہ وانا الیراجعون۔

حضرت چودہری صاحب مرحوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک صحابی کے فرزند تھے اور خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تہنیتی رفیق و معاون اور نوٹری سے اسے آدھی دم تک سلسلہ کی خدمت میں موعود رہے۔ تبلیغ کا اپنا انداز رکھتے تھے اور محنت میں اپنے بزرگوں پر ہدایت کا شکر ادا کرتے تھے۔ کادان کے چودہری جوئی بھائی لوکل احمدیت میں داخل ہوئے۔ تحریک ہدیہ کے ساتھ ان کو اس لحاظ سے گہرا تعلق ہے کہ وہ ابتدائی واقف زندگی اور نڈن مشن کے بانی تھے۔ اور یہاں تک کہ انہیں مسجد تعمیر میں خود ان کا ہی فریبہ کرنا اور ان کے حین استیجاب پھال ہے جو ان کے فرزند چودہری ناصر محمد صاحب سیال ہیں اور انہیں زندگی بھر ان کے سہارا کی ہمدردی اور وفاداری کے ساتھ ان کے ساتھ رہنے اور اپنے جان و مال کا خود بخود فدا کرنا اور وہی ان کے کاموں کا مددگار بننا ہے اور ہر حال میں ان کا خود بخود فدا کرنا اور وہی ان کے کاموں کا مددگار بننا ہے اور ہر حال میں ان کا خود بخود فدا کرنا اور وہی ان کے کاموں کا مددگار بننا ہے۔

دعائے نعم البدل

قادیان امارچ الخوس چودہری عبدالقدیر صاحب واقف زندگی معادن ناظر

صدقۃ الفطر اور عید فطر

صدقۃ الفطر کی ادائیگی مسلمان مرد - عورت - بچے اور بوڑھے بزرگ تواری تھی ہے۔ حتیٰ کہ نوزائیدہ بچے کی ولادت سے بھی اس صدقہ کو ادا کیا جانا ضروری ہے۔ چونکہ یہ فطر زیادہ مساکین کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اسے مسلمان اہل بارگ کے ختم ہونے سے قبل جمع کر کے غریب میں تقسیم کیا جائے تا کہ وہ مستحقانِ احباب عید کے مونس پر اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔

مغای غریب اور مساکین کی امداد فطرنہ کی وصول شدہ رقم میں سے علی حد تک کی جاسکتی ہے۔ بقیہ رقم کا مرکز میں بھجوا دینا ضروری ہے۔

فطرنہ کی مقدار ہر روز کے لئے ایک صاع لینے سے تین سیر فطر مقدار سے بڑھ سکتی ہے۔ احباب کو نصف شرح سے بھی ادائیگی کی اجازت ہے۔ قادیان میں امسال مذکورہ شرح کے خلاف سے فطرنہ دوسرے افسوس کا مشرع ایک صدیہ اور نصف آٹھ آٹھ سے مقرر کی گئی ہے۔ مغای جائزین اپنے اپنے علاقہ میں مشرع کی کمی بیشی کے مد نظر فطرنہ کی شرح میں کمی بیشی کر سکتے ہیں۔

عید فطر - صدقۃ الفطر کے ساتھ ایک خاص مدد عید فطر میں مسیبت مغزت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سے قائم ہے۔ عیدین کے مواقع پر مریکا نے طالع مرد سے کم از کم ایک روپیہ کی رقم اس مدین کو دینا چاہئے۔ عید فطر کا بھی جمع ہونے والی پوری رقم تحریک میں بھجوانی جانی ضروری ہے۔

جائزین اپنے اپنے علاقہ میں مسیبت مغزت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سے قائم ہے۔ عیدین کے مواقع پر مریکا نے طالع مرد سے کم از کم ایک روپیہ کی رقم اس مدین کو دینا چاہئے۔ عید فطر کا بھی جمع ہونے والی پوری رقم تحریک میں بھجوانی جانی ضروری ہے۔

صدقات

صدقہ دیرت صرف روحانی جیسا بیرون کا ہی صلاح نہیں بلکہ جسمانی اور فاعری مکالیبت اور مصائب سے نکلنے اور نجات پانے کا بھی ایک بہت بڑا ذریعہ ہوتا ہے۔ صدقات کی رقم بھی محاسب صاحب صدقہ انجمن احمدیہ قادیان کے نام بھجوانی جانی چاہئیں۔ ناظر بیت المال قادیان

شکرانہ فطر

ان کا کاغذ ہے کہ وہ مختلف خوشی کی تقاریب پر مشتمل کلام پر مشتمل ہر بچہ کی پیدائش پر مکان کی تعمیر پر استعجاب میں کامیابی پر اور اس طرح خوشی سے نجات پانے اور فادان سے محفوظ رہنے کے مواقع پر اللہ تعالیٰ کے حضور شکر ادا کرنے کے طور پر کچھ نہ کچھ نذرانہ پیش کرتا ہے۔ احباب جماعت کو چاہئے کہ اپنے مواقع پر محاسب صاحب صدقہ انجمن احمدیہ قادیان کے نام بڑے بڑے نذرانہ پیش کریں جو نہ کچھ بھجوا کر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا موجب بنیں۔ ناظر بیت المال قادیان

زکوٰۃ

اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے احوال میں برکت ڈالے۔ تو اس کی زکوٰۃ ادا کرنا دین و دنیا میں صلاح پانے کا حقیقی ذریعہ ہے۔ ناظر بیت المال قادیان

۴ - دعوت و تبلیغ قادیان کا چھوٹا بچہ عزیز محمد الحفیظ فرماتا ہے کہ آج سوا بارہ بجے حرکت قلب بند ہو جانے کے باعث اچانک وفات پا گیا۔ انا اللہ وانا الیراجعون۔ ایک عرصے سے عیال بھرا تھا اور علاج معالجہ میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی۔ خدا تعالیٰ کو یہ منظور تھا۔ احباب کو ام و فاضلین کی کو اللہ تعالیٰ نے عزیز کے مدد میں کو عمل کی توفیق دے اور اپنے فضل سے نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین۔

